12

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۸ ستمبر ۱۹۵۹ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ چار آنے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

نماز میں سلام کا جواب دینے کی ممانعت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنَّا نُسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ قَبْلَ اَنْ نَّاْتِیَ اَرْضَ الْحَبْشَۃِ فَیَرُدُّ عَلَیْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ اَرْضِ الْحَبْشَۃِ اَتَیْتُہٗ فَوَجَدْتُّہٗ یُصَلِّیْ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ حَتّٰی اِذَا قَضٰی صَلٰوتَہٗ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ مِنْ اَمْرِہٖ مَا یَشَآءُ وَ اِنَّ مِمَّا اَحْدَثَ اَنْ لَّا تَتَکَلَّمُوْا فِی الصَّلٰوۃِ فَرَدَّ عَلَیَّ السَّلَامَ وَقَالَ اِنَّمَا الصَّلٰوۃُ لِقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ وَ ذِکْرِ اللّٰہِ فَاِذَا کُنْتَ فِیْھَا فَلْیَکُنْ ذٰلِکَ شَانُکَ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ۔ عبداللہؓ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جبکہ آپؐ نماز پڑھتے ہوتے تھے۔ سلام کیا کرتے تھے۔ اور یہ واقعہ حبشہ سے واپسی سے پہلے کا ہے۔ پھر جب ہم حبشہ سے واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپؐ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہو چکے تو آپؐ نے فرمایا خداوند تعالےٰ اپنے جس حکم کو چاہتا ہے۔ ظاہر کرتا ہے اور اب خدا نے یہ حکم ظاہر کیا ہے کہ نماز میں بات چیت نہ کیا کرو۔ پھر آپؐ نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا نماز صرف قرآن پڑھنے اور اللہ کا ذکر کرنے کے لئے ہے۔ پس جب تو نماز کی حالت میں ہو تو تجھ کو یہی کرنا چاہیئے۔

نماز میں جمائی نہ لو

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّثَاؤُبُ فِی الصَّلٰوۃِ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ فِیْ اُخْرٰی لَہٗ وَلِابْنِ مَاجَۃَ فَلْیَضَعْ یَدَہٗ عَلٰی فِیْہِ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو نماز کے اندر جمائی آئے۔ تو جس قدر ممکن ہو اس کو روکے (ترمذی) اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ اپنے مُنہ پر ہاتھ رکھ لے۔

نماز میں اِدھر اُدھر نہ دیکھو

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَی الْعَبْدِ وَھُوَ فِیْ صَلٰوتِہٖ مَا لَمْ یَلْتَفِتْ فَاِذَا الْتَفَتَ انْصَرَفَ عَنْہُ (رواہ احمد و ابوداؤد والنسائی والدارمی)

ترجمہ۔ ابوذرؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے کہ خداوند بزرگ و برتر برابر بندہ کی طرف متوجہ رہتا ہے جبکہ وہ نماز میں ہوتا ہے۔ جب تک کہ نماز پڑھنے والا ادھر ادھر نہ دیکھے۔

نماز میں نظر کس جگہ رکھے

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا اَنَسُ اجْعَلْ بَصَرَکَ حَیْثُ تَسْجُدُ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی السُّنَنِ الْکَبِیْرِ مِنْ طَرِیْقِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسٍ یَرْفَعُہٗ

ترجمہ۔ انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا اے انسؓ اپنی نگاہوں کو وہاں رکھ۔ جہاں تو سجدہ کرتا ہے۔ (ساری نماز میں)

نماز میں ادھر اودھر دیکھنے کی ممانعت

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّ اِیَّاکَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوۃِ ھَلَکَۃٌ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَفِی التَّطَوُّعِ لَا فِی الْفَرِیْضَۃِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ انسؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہ اے بیٹے نماز میں ادھر اُدھر دیکھنے سے اپنے آپ کو بچا۔ اس لئے کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا ہلاکت کا سبب ہے۔ اگر دیکھنا ضروری ہو تو نفل نماز میں مضائقہ نہیں۔ فرض نماز میں نہیں ہونا چاہیئے۔

نماز میں رونے کا بیان

عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الشِّخِّیْرِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ یَعْنِیْ یَبْکِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَفِیْ صَدْرِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الرَّحٰی مِنَ الْبُکَاءِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَ رَوَی النَّسَائِیُّ الرِّوَایَۃَ الْاُوْلٰی وَاَبُوْدَاؤٗدَ الثَّانِیَۃَ

ترجمہ مطرفؓ بن عبداللہؓ بن شخیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور آپؐ کے اندر سے ایسی آواز آ رہی تھی۔ جیسی کہ دیگ کے جوش کرنے کی آواز ہوتی ہے۔ یعنی رو رہے تھے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا اور آپؐ کے منہ سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسی کہ چکی کی آواز ہوتی ہے۔ اور یہ آپؐ کے رونے کی آواز تھی۔

نماز میں کنکریاں نہ ہٹاؤ

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَلَا یَمْسَحِ الْحَصٰی فَاِنَّ الرَّحْمَۃَ تُوَاجِھُہٗ (رواہ احمد والترمذی و ابوداؤد والنسائی و ابن ماجہ)

ترجمہ۔ ابوذرؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو ہاتھ سے کنکریوں کو نہ ہٹائے۔ اس لئے کہ خدا کی رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے۔

ہفت روزہ خدام الدین کی توسیع اشاعت میں ہر مسلمان کو حصہ لینا چاہیئے۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک ۱۴ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۵۹ء | شمارہ ۱۹

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ ربیع الاول کا مہینہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس کی بارہ تاریخ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ ایک دوسری روایت میں اسی مہینہ کی نو تاریخ کو یوم ولادت بتایا گیا ہے عام طور پر تمام دنیا کے مسلمان بارہ تاریخ کو آپؐ کی ولادت باسعادت کا دن مناتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء ہیں۔ اللہ تعالٰی کے بعد مخلوق خدا میں آپؐ کے رتبہ کو نہ کوئی فرشتہ اور نہ کوئی جن و انس پہنچتا ہے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپؐ کی ولادت باسعادت ساری مخلوق خدا پر عموماً اور مسلمانوں پر خصوصاً رحمت الٰہی کے نزول کا باعث تھی وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ لیکن آپؐ کی رحمۃ للعالمینی سے صحیح معنوں میں وہی لوگ مستفیض ہو سکے۔ جنہوں نے آپؐ کی ذات ستودہ صفات کو اپنے لئے نمونہ بنایا۔ اللہ تعالٰی نے خود آپؐ کے اتباع کو اپنی (اللہ تعالٰی کی) محبت کا معیار قرار دیا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ جس نے آپؐ کا جتنا اتباع کیا اتنا ہی وہ محبوب بارگاہ الٰہی بن گیا۔ آپؐ کے دروازہ کے غلاموں میں کوئی صدیق، کوئی فاروق، کوئی شہید، کوئی قطب الاقطاب اور کوئی ابدال نظر آتا ہے۔ یہ فرق مراتب آپؐ کے تقرب ہی کے لحاظ سے ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اس لئے صدیق کے درجہ پر فائز ہوئے کہ آپؓ کو رسول اللہؐ کی ذات بابرکات پر اللہ تعالٰی نے اتنا ایمان نصیب فرمایا تھا کہ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میری آنکھوں کے سامنے سے سارے پردے اٹھا دیئے جائیں تو میرے ایمان و یقین میں کچھ زیادتی نہ ہوگی۔

غرضیکہ آپؐ کا اتباع دین و دنیا میں درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے۔

اس دور کے مسلمانوں کی اکثریت نے تو ہر معاملہ میں آپؐ کے اتباع سے روگردانی اختیار کر رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا میں بھی ہر جگہ ذلیل و خوار ہیں اور اللہ تعالٰی بھی ان سے ناراض ہے ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

سچ پوچھئے تو ہم پر یہ ضرب المثل پوری طرح چسپاں ہوتی ہے۔ اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی۔ نہ ہماری صورت محمدیؐ۔ نہ ہماری وضع قطع محمدیؐ نہ ہماری گفتار محمدیؐ نہ ہماری رفتار محمدیؐ۔ غرضیکہ ہماری اکثریت ہر معاملہ میں آپؐ سے اس قدر دور ہو گئی ہے کہ ان کو اسلام سے کوئی واسطہ نہیں رہا ؎

وضع میں ہم ہیں نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
ہم مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
(اقبال مرحوم سے معذرت کے ساتھ)

عیلاد میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر بھی ہم نے آپؐ کا اتباع کرنے کی بجائے آپؐ کی مخالفت کو اپنا شیوہ بنا رکھا ہے۔ اگر ہم پہلے اپنے عمل کو آپؐ کے عمل کے مطابق بناتے اور اس کے بعد جلسوں۔ اخباروں اور ریڈیو کے ذریعہ آپؐ کی سیرت اور آپؐ کا پیغام دنیا کو پہنچاتے تو ممکن تھا کہ کئی گم گشتگانِ راہِ ہدایت کو صراط مستقیم کا پتہ مل جاتا۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ اب بھی جلسے ہوتے ہیں اور آپؐ کی سیرت اور آپؐ کے پیغام کو نشر کیا جاتا ہے۔ لیکن نہ مقررین اور نہ سامعین صاحب عمل ہوتے ہیں۔ اس لئے معاملہ نشستند و گفتند و برخاستند سے آگے نہیں بڑھتا۔

اس موقعہ پر جلوس بھی نکالے جاتے ہیں ان جلوسوں میں شرکت کرنیوالوں اور تماشائیوں کی اکثریت بے عمل نوجوانوں کی ہوتی ہے۔ جلوس کے اوقات میں جو نمازیں آتی ہیں۔ ان کی ادائیگی کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ جس نماز کو آپؐ اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک فرماتے ہیں۔ اس کے متعلق ہماری یہ لاپرواہی آپؐ کا اتباع نہیں بلکہ سراسر مخالفت ہے۔

عید میلاد النبیؐ کے موقعہ پر نوجوانوں کا انہاک قابل تحسین ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بے عملی کے باوجود ان کے دلوں میں عشق نبویؐ کی چنگاری دبی ہوئی ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ان کو راہِ راست پر لگا دیا جائے اس کی ذمہ داری لیڈرانِ قوم اور علماء کرام پر عائد ہوتی ہے۔ ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان نوجوانوں کی صحیح راہنمائی کریں اور ان جلسوں اور جلوسوں کو قوم کیلئے باعمل اور بلند کردار بنانے کا ذریعہ بنایا جائے۔

تعلیمی اداروں میں فوجی تربیت

حال ہی میں مرکزی وزیر تعلیم نے ڈھاکہ میں ایک تقریر کے دوران میں یہ انکشاف کیا ہے کہ حکومت پاکستان تعلیمی اداروں میں فوجی تربیت رائج کرنے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔ وزیر تعلیم نے یہ بھی بتایا ہے کہ حکومت فوجی تربیت کے ذریعے نوجوان طبقہ کے دلوں میں اپنے وطن عزیز کی خاطر قربانی کرنے کا جذبہ پیدا کرنا چاہتی ہے۔

فوجی تربیت کی اہمیت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ دنیا کی ہر قوم اس کی ضرورت سے باخبر ہے اور اس کے لئے ہر ممکن تدابیر اختیار کر رہی ہے اسلام نے اس کی ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالٰی ہے۔ کہ اسلام کے دشمنوں سے لڑنے کے لئے جو کچھ سپاہیانہ قوت اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جمع کر سکو تیار رکھو۔ تاکہ اللہ تعالٰی تمہارے دشمنوں کے دلوں پر تمہاری ہیبت کا سکہ بٹھا دے احادیث میں بھی جہاد پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اسلام میں جہاد کی تیاری فرض ہے گویا کہ ہر صحیح الجسم مسلمان کے لئے فوجی تربیت لازمی ہونی چاہیئے۔

ہم حکومت کی اس معاملہ میں تائید کرتے ہوئے اس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس اسکیم کو جلد از جلد رائج کرنے کی کوشش کرے

عزیز القاسمی خانیوال

شوق وتمنا

اس روضۂ اقدس پہ اک بار مجھے لے چل — بیمارِ محبت ہوں بیمار مجھے لے چل
اے شوق وہیں لے چل سرشار مجھے لے چل — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

اک گوشۂ راحت ہیں صد مہر درخشاں ہے — واں درد کا درماں ہے تسکین دل وجاں ہے
خورشید نبوت ہے وہ رحمت یزداں ہے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

وہ راحتِ دل بھی ہے فردوس نظر بھی ہے — وہ روح کی لذت بھی تسکین جگر بھی ہے
عشاق کی راحت کا سامانِ دگر بھی ہے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

اس ارضِ مقدس کا ہر ذرہ درخشاں ہے — وہ خاک مقدس ہی گلزار بداماں ہے
اس دیس میں بستا ہوں اک شمع فروزاں ہے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

پُرکیف سماں ہوگا پُرنور فضا ہوگی — ہر آن وہ رحمت سے معمور فضا ہوگی
تا حدِ نظر واللہ مسرور فضا ہوگی — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

اب روضۂ اقدس کے مجھ کو بھی قریں لے چل — اے شوقِ یقیں لے چل اے سوزِ یقیں لے چل
اے ذوقِ نظر لے چل اے قلب حزیں لے چل — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

تا حدِ نظر واللہ بستان وگلستاں ہے — گلزار بداماں ہے ہر آن بہار آں ہے
ہر آن جدھر دیکھو بس رحمتِ یزداں ہے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

یہ دل کی خلش اپنی آغازِ محبت ہے — وہ بارگہ انور عشاق کی جنت ہے
اشعار کے پردے میں اظہار عقیدت ہے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

ہر آن محبت میں بے چین مرا دل ہے — وہ دل کی تمنا ہے وہ شوق کی منزل ہے
لِلّٰہ نظر شاہا مدت سے یہ بسمل ہے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

اے دل کی خلش لے چل بیتاب نظر لے چل — اے جذبِ دروں لے چل اے زخمی جگر لے چل
اے عشق وجنوں لے چل اے دیدۂ تر لے چل — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

اب آتشِ فرقت نے بے چین بنایا ہے — اب درد جدائی نے اک داغ لگایا ہے
اب فرطِ عقیدت نے اک راز بتایا ہے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

کچھ فرطِ عقیدت سے کچھ شرم وندامت سے — دل کانپ اٹھا ہے اب بارِ خجالت سے
اب اور بڑھا دیجئے کچھ شوق عنایت سے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

میں عاصی و آثم ہوں لِلّٰہ مگر پھر بھی — ہو جائے کرم پھر بھی اک بار نظر پھر بھی
محروم نہ رہ جاؤں ہو جائے اثر پھر بھی — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

ہر آن میں روتا ہوں اس دردِ محبت سے — اب جان پہ بن آئی اس فرطِ عقیدت سے
اب جان چھڑا دیجئے لِلّٰہ مصیبت سے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

اب شوق وتمنا نے اک آگ لگا دی ہے — دنیائے محبت میں اک دھوم مچا دی ہے
اک راہ مرے دل نے ایسی بھی سجھا دی ہے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

دریائے محبت میں پُرشور تلاطم ہے — اک درد کا مارا ہوں فریادِ تبسم ہے
بدلا ہوا اپنا بھی اندازِ تکلم ہے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

اے شاہِ امم میری تقدیر جگا دیجے — صہبائے محبت کا اک جام پلا دیجے
میں مردِم خاکی ہوں اکسیر بنا دیجے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

بے چین خلش اپنی اک بار دکھانی ہے — یہ جذبۂ دل اپنا اک سوزِ نہانی ہے
پُردرد کہانی ہے جو ان کو سنانی ہے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

یہ اپنی تمنا بھی ہر آن مچلتی ہے — دنیائے محبت بھی کیا رنگ بدلتی ہے
یاں اشک برستے ہیں واں آہ نکلتی ہے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

اس خفتہ نصیبے کو پھر میں نے جگانا ہے — اک بار عزیز اپنا یہ دل بھی دکھانا ہے
کچھ اشک بہانے ہیں کچھ درد سنانا ہے — لِلّٰہ مجھے لے چل اے شوق وہیں لے چل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۷ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد

اللہ تعالیٰ کی چند صفات حمیدہ کا ذکر خیر

تمہید

برادران اسلام۔ ہر عقلمند اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اگرچہ ہمیں ایک چیز کے نام کا علم ہو۔ مگر اس چیز میں اللہ تعالیٰ نے جو خاصیتیں رکھی ہیں۔ جب تک ان خاصیتوں کا علم نہیں ہوگا اس چیز سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ مثلاً ایک شخص یہ جانتا ہے کہ یہ کستوری ہے اور یہ عنبر ہے اور یہ مومیائی ہے مگر ان ناموں کے سوا ان چیزوں میں جو فوائد اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے رکھے ہیں۔ ان کا جس شخص کو علم نہیں ہے۔ کیا وہ ان مذکور الصدر چیزوں سے کسی قسم کا کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے ہرگز نہیں۔ ہاں جب کوئی ادویات کا ماہر اور کامل حکیم اس کی راہ نمائی کریگا کہ کستوری میں فلاں فلاں فوائد ہیں اور عنبر اور مومیائی میں فلاں فلاں فوائد ہیں۔ اس کے بعد وہ شخص ان ادویات سے فائدہ اٹھا سکے گا۔ مثلاً جس شخص کو اللہ تعالےٰ کے اس اعلان کا علم ہوگا جو قرآن مجید میں کیا گیا ہے کہ رزق کی

قبض یا بسط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے

شاہنشاہی اعلان یہ ہے۔ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۰) سورۃ الشوریٰ ع ۲ پ ۲۵ ترجمہ۔ اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں۔ روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اب جس شخص کو اس

اعلان کا علم ہوگا

رزق کی تنگی کے وقت اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر بڑے شوق سے یَا بَاسِطُ کا وظیفہ پڑھنا شروع کر دے گا۔ اور وہ خیال کرے گا کہ خواہ میں گنہگار ہوں۔ مگر اب گناہوں سے توبہ کر کے اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر خیال کر کے پڑھتا ہوں۔ جب اس نے اس ریاضت کا عزم مصمم کر کے پڑھنا شروع کر دیا ادھر سے اللہ تعالےٰ کی رحمت متوجہ ہو جائے گی۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ کا اعلان ہے۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ۰ (سورہ البقرہ ع ۲۳ پ ۲) ترجمہ۔ میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے پھر چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ پڑھنے والے کو اس بات کا علم تھا کہ اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ رزق کی تنگی اور کشادگی میرے اختیار میں ہے۔ اسی امید پر وہ میرے دروازہ پر آیا ہے اس لئے اللہ جل شانہٗ اپنے اعلان کی بنا پر اس کا رزق کشادہ کر دے گا۔

علیٰ ہذا القیاس

اگرچہ مسلمان اللہ تعالےٰ کا پاک نام تو جانتا ہے کہ میرے رب کا نام اللہ ہے لیکن اس کی صفات حمیدہ معلوم نہ ہونے کے باعث اس کے دروازے پر نہیں آتا اور تکلیف اٹھاتا ہے۔ اسی لئے آج اس گنہگار نے اس عنوان کو تجویز کیا ہے تاکہ میرے مسلمان بھائی قرآن مجید پر ایمان رکھنے والے اللہ تعالےٰ کی صفات حمیدہ کو سمجھ لیں اور جب کوئی وقت پیش آئے تو فوراً دروازہ الٰہی پر حاضر ہو کر عاجزانہ طور پر دست سوال دراز کریں کہ اے اللہ تیرے سوا تو ہمارا کوئی اور ہے نہیں۔ تو ہماری مشکل کو آسان کر دے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس اعلان کی بنا پر جو ابھی گزشتہ سطور میں عرض کر چکا ہوں۔ فوراً اپنی رحمت اور اپنے فضل و کرم سے اسکی طرف متوجہ ہو جائے گا اور اس کی ہر حاجت میں دستگیری فرمائے گا۔ مثلاً اگر جان کا خطرہ ہے تو یا اسلام (اے سلامتی دینے والے) یا المومن (اے امن دینے والے) یا المہیمن (نگہبان) کا ورد زیادہ سے زیادہ کرے انشاء اللہ تعالےٰ مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل پر یقین ہے کہ اس کی دعا قبول فرمائے گا۔ اور امن و سلامتی سے اس مصیبت سے نکل جائے گا۔

ایسے ہی لوگوں کے حق میں

یہ شاہنشاہی اعلان ہے۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۰) سورۃ النمل رکوع ۵ پ ۲۰)۔ (ترجمہ۔ بھلا کون ہے جو بیقرار کی دعا قبول کرتا ہے اور برائی کو دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے۔ تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔

اس تمہید کے بعد اللہ تعالیٰ کی چند صفات حمیدہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں

تاکہ برادران اسلام اپنی ضروریات میں اللہ تعالےٰ ہی کے دروازہ پر دست سوال دراز کریں۔ اس صورت میں کام بھی ہو جائے گا اور مسلمان غیر اللہ کے دروازہ پر جا کر توحید کے دائرہ سے نکل کر شرک کے جرم کا مرتکب بھی نہیں ہوگا۔ اور مشرک بھی نہیں کہلائے گا۔

پہلی

ہر چیز کا پیدا کرنیوالا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہے

اس کے متعدد شواہد

پہلا

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الاعراف رکوع ۷ پ ۸)۔ (ترجمہ۔ بیشک تمہارا رب اللہ ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر قرار پکڑا۔ رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے اور وہ اس کے پیچھے دوڑتا ہوا آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اپنے حکم کے تابعدار بنا کر پیدا کئے ہیں۔ اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا۔ اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارو۔ اسے حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے۔

اے انسان

جس اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں پیدا کر دی ہیں۔ کیا وہ ایک بیٹا تیری بیوی سے پیدا نہیں کر سکتا۔ پھر تو اولاد لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر غیر اللہ کے دروازہ پر کیوں جاتا ہے۔ اور اگر بیٹا مل گیا (جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے) تو پھر اس عطیہ الٰہی کو غیروں کی طرف کیوں منسوب کرتا ہے کہ فلاں شخص نے دیا ہے۔

اے انسان اس آیت میں پھر غور کر

جب صاف اعلان کیا جا چکا ہے کہ اس جہان میں ہر چیز کا پیدا کرنا بلکہ سارے جہان کے نظام کو چلانا فقط اس اللہ تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے (اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ) پھر تو اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر غیر اللہ کے دروازہ پر کیوں جاتا ہے۔ اولاد مانگنی ہے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور اگر تیرے خلاف کوئی طاقت اٹھ کھڑی ہے۔ تو چونکہ نظام کا چلانا بھی اللہ تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے۔ اسی لئے تمام اسباب کو اپنے حق میں مناسب بنانے کی ضرورت ہے تو دروازہ الٰہی کو کھٹکھٹا۔ اگر اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا تو تیرے مخالف اسباب کو بھی ایسی ترتیب دے گا۔ کہ وہ بھی تیرے موافق ہو جائیں گے۔

اے انسان

اسی آیت میں اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہا ہے کہ عاجزی اور چپکے سے خدا تعالیٰ کو پکارو۔ اس کا مطلب یہی نکلا کہ جب میری مدد کی ضرورت پیش آئے تو خفیہ طور پر میرے حضور میں آ کر عرض کر دو۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔ جب قادر مطلق عزاسمہٗ و جل مجدہٗ انسان کو حکم دے رہا ہے کہ اپنے کام میں کامیابی کے لئے عاجزی سے اور چپکے سے مجھے کہدو۔ میں تمہارا کام کر دوں گا۔ تو پھر تمہیں غیر اللہ کے دروازے پر جانے اور منت سماجت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اسی خصلت کا نام توحید پرستی ہے اور اسی کا دوسرا نام اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توحید پرست بنائے اور اس کی برکت سے سب کو جنت کا داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ اور اسی آیت میں

اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان

بھی فرما دیا ہے کہ اے انسان اگر تم نے میرے سوا کسی اور سے وہ تعلق رکھا جو فقط میرے ساتھ ہی رکھنا چاہیئے تھا۔ تو میں سمجھوں گا کہ تو میری بندگی کے دائرے سے نکل گیا ہے۔ پھر میں تمہیں اپنا مخلص نہیں سمجھوں گا۔ اس بیزاری کا یہ اعلان ہے۔ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ٥ (ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کو حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بندگی کے دائرہ سے نکل کر دوسروں کے دروازوں پر حاجت روائی کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ اللھم لاتجعلنا منھم

اس پہلی صفت الٰہی کے تائیدی شواہد

قرآن مجید کے مختلف مقامات پر پانچ شاہد موجود ہیں

شواہد کی آیتیں مع حوالہ سورت و ترجمہ آیت و مع حوالہ پارہ عرض کرونگا البتہ ان آیات کی تفسیر پیش نہیں کرونگا متعدد شواہد پیش کرنے سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس مسئلے کی کتنی بڑی اہمیت ہے کہ متعدد بار متعدد سورتوں میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔

شواہد کی تفصیل ملاحظہ ہو

پہلا

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا الآیہ (سورہ ہود ع ۱۔ پ ۱۲)۔ (ترجمہ۔ اور وہی ہے۔ جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے اور اس کا تخت پانی پر تھا۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھا کام کرتا ہے)

دوسرا

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ٥ (سورۃ الحدید ع ۱ پ ۲۷) (ترجمہ۔ وہی ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا۔ پھر وہ عرش پر قائم ہوا۔ وہ جانتا ہے۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں اوپر چڑھتی ہے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔ جہاں کہیں تم ہو اور اللہ اس کو جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔

تیسرا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ٥ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ ٥ (سورہ ابراہیم ع ۳ پ ۱۳) (ترجمہ۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے۔ یہ اللہ پر کچھ

مشکل نہیں ہے

چوتھا

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَکُمْ فِیْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْکُلُوْنَ ۝ وَلَکُمْ فِیْهَا جَمَالٌ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَحِیْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَکُوْنُوْا بٰلِغِیْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَّالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْکَبُوْهَا وَزِیْنَةً ؕ وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ النحل ع ا پ ۱۴)۔ (ترجمہ۔ اسی نے ٹھیک طور پر بنایا ہے۔ وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ اسی نے آدمی کو ایک بوند سے پیدا کیا۔ پھر وہ یکایک کھلم کھلا جھگڑنے لگا اور تمہارے واسطے چارپایوں کو بھی اسی نے بنایا۔ ان میں تمہارے جاڑے کا بھی سامان ہے۔ اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ اور ان میں سے کھاتے بھی ہو اور تمہارے لئے ان میں زینت بھی ہے۔ جب شام کو چرا کر لاتے ہو۔ اور جب چرانے لے جاتے ہو اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں کہ جہاں تم جان کو تکلیف میں ڈالنے کے سوا نہیں پہنچ سکتے تھے۔ بیشک تمہارا رب بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور وہ چیزیں پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔)

پانچواں

(خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ یُکَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی النَّهَارِ وَیُکَوِّرُ النَّهَارَ عَلَی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ۝)۔ (سورۃ الزمر ع ا پ ۲۳)۔ (ترجمہ۔ اس نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا۔ وہ رات کو دن پر لپیٹ دیتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے۔ اور اس نے سورج اور چاند کو تابع کر دیا ہے۔ ہر ایک وقت مقررہ تک چل رہا ہے۔ خبردار وہی غالب بخشنے والا ہے۔

انسان کس کام کیلئے پیدا کیا گیا ہے

اس عنوان پر قرآن مجید کے اعلانات

۱

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ مَاۤ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ۝ (سورۃ الذاریات ع ۳ - پ ۲۷)۔ (ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے میں ان سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں بے شک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انسان اللہ تعالےٰ کا دیا ہوا رزق کھائے اور خدا کی یاد کرے اور قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے دربار میں سوال بھی یہی ہوگا کہ میں نے تمہیں اتنی نعمتیں دیں تھیں تم (ان کے شکریہ میں میرے لئے کیا کر کے لائے ہو) یعنی میری بندگی کا کیا حق ادا کیا تھا۔ (یہ مضمون جو عرض کیا گیا ہے یہ ایک حدیث شریف کا ترجمہ ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے بڑھ کر اور کوئی چیز قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

۲

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ ۝ (سورۃ المومنون ع ۶ پ ۱۸)۔ (ترجمہ۔ سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔ سو اللہ بہت ہی عالیشان ہے جو حقیقی بادشاہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ عرش عظیم کا مالک ہے

ہر عقلمند انسان کا فرض ہے

کہ وہ اللہ تعالےٰ کے گزشتہ ہر دو عنوانات آنکھیں کھول کر پڑھے۔ اور عقل کو حاضر کر کے سوچے۔ اگر آنکھیں کھول کر پڑھے گا اور عقل خداداد سے سوچے گا تو یقیناً اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ جائے گا کہ میرا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ میں اس خداداد زندگی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ضائع نہ کروں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجویز شدہ فرائض عبدیت (بندگی) کو معلوم کروں اور ان کو زندگی کا نصب العین بناؤں۔ اور اپنی زندگی کے تمام فرائض میں سے ان فرائض کو اولیت کا درجہ دوں۔ یعنی سب سے پہلے ان کے پورے کرنے میں زندگی کے لمحات صرف کر دوں۔ اس کے بعد جو باقی وقت بچے۔ اس کو بقیہ فرائض حیات میں صرف کروں۔

اس احساس کے بعد

پھر اس کے دل میں یہ احساس پیدا ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تجویز شدہ فرائض عبدیت کو معلوم کروں جب اس تلاش میں نکلے گا تو بقول شخصے "جوئندہ یابندہ"۔ یعنی ہر شخص کوشش کرنے والا اپنی مراد کو پا ہی لیتا ہے اس تلاش حق کرنے والے کو کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ مل ہی جائے گا۔ جو اسے یہ بتلائے گا کہ جس خدا تعالےٰ کا تو بندہ ہے۔ اس نے اپنے بندوں کے لئے ایک دستور العمل نازل کیا ہوا ہے۔ جس کا نام قرآن مجید ہے۔ وہ پڑھا کر اور اس کے ترجمے مختلف زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں۔ مثلاً اردو۔ فارسی۔ انگریزی عربی۔ علیٰ ہذا القیاس اور زبانوں میں بھی ہوں گے (جن کا اس عاجز (احمد علی) کو علم نہیں ہے اور اسے حق کے تلاش کرنے والے تراجم قرآن مجید کا ذکر میں نے اس لئے کیا ہے کہ ہر جگہ علوم قرآنیہ کے فاضل اور ماہر عالم نہیں مل سکتے۔ ورنہ کسی جگہ کوئی عالم قرآن دان ہو تو سب سے پہلے اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ یعنی سارے کا سارا قرآن مجید اس عالم قرآن مجید سے سبقاً سبقاً پڑھا جائے۔ اگر کوئی صاحب جو متلاشی قانون عبدیت تھے۔ پڑھانے والے عالم سے یہ سوال کرے کہ مجھے قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ فرما دیجئے تاکہ میرا اشتیاق اس خلاصے کے معلوم کرنے اور بڑھ جائے۔

قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ

یہ ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق اور مخلوق دونوں سے درست ہو جائے۔ خالق عزاسمہٗ وجل مجدہٗ اسے اس کی اطاعت کے باعث اپنی رضا کا مژدہ دیدے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ) وہ اللہ (تعالیٰ) سے راضی ہو گئے اور اللہ ان سے راضی ہو گیا)۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ اور اگر کسی ارشاد الٰہی (جو قرآن مجید میں ہو) کا مفہوم اپنی کم علمی اور کم فہمی کے باعث سمجھ میں نہ آئے یا کسی مجمل کی تفصیل کا مطلب حل نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا جائے اور اللہ جل شانہٗ کا یہ فیصلہ ہے۔ جس کے متعلق قرآن مجید میں یہ اعلان ہے۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں فرماتے۔ بلکہ میری طرف سے آپ پر وحی شدہ ہوتا ہے۔

لہذا

ہر مسلمان کا فرض عین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو چیز برآمد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس عبارت سے وہی مراد سمجھے۔ اس کی تائید میں اعلان الٰہی ملاحظہ ہو۔ (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى) ترجمہ۔ آپ اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ (جو کچھ آپ فرماتے ہیں) وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آپؐ کے مبارک دل پر القا ہوتا ہے۔

لہذا

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت سے گریز کرتا ہے۔ وہ درحقیقت اللہ تعالےٰ کے فرمان کی نافرمانی کر رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر سیدھا سادھا مسلمان بننا چاہے تو اس کے لیے یہ راستہ کافی شافی اور بالکل سیدھا ہے۔

دو صفتیں (قابض اور باسط) بھی اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں

اس کے متعدد ثبوت

پہلا

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا

(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پ ۱۵)۔ (ترجمہ) بے شک تیرا رب جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے۔

نتیجہ

اس شاہنشاہی اعلان کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر رزق میں تنگی ہو تو کشادہ کرنے کے لئے فقط اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عاجزی کرے کہ اے اللہ میرے کسی گناہ کے باعث تو نے مجھے یہ سزا دی ہے۔ لہذا میرا وہ گناہ معاف فرما دے اور میرا رزق بدستور سابق کشادہ کر دے۔ چونکہ رزق کی تنگی یا کشادگی فقط اللہ تعالےٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالےٰ کے سوا کسی غیر کے پاس جا کر اس مشکل کے حل کرنے کیلئے ہاتھ پھیلائے گا تو مشرک ہو جائے گا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کسی زندہ اللہ تعالےٰ کے بندے کے پاس جا کر دعا کی درخواست کرے کہ چونکہ میں تو بہت گنہگار ہوں اور آپ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالےٰ میرا گناہ معاف فرمائے۔ اور میرے رزق میں فراخی کر دے۔ تو اس میں کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسرا

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ

(سورۃ القصص ع ۸ پ ۲۰)۔ (ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ پھر اس کی ایسی کوئی جماعت نہ تھی جو اسے اللہ سے بچا لیتی اور نہ وہ خود بچ سکا۔ اور وہ لوگ جو کل اس کے مرتبہ کی تمنا کرتے تھے آج صبح کو کہنے لگے کہ ہائے شامت اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے۔ اور تنگ کر دیتا ہے۔ اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا ہائے کافر نجات نہیں پا سکتے۔

نتیجہ

برادران اسلام۔ عموماً ہر شخص کا دل چاہتا ہے کہ مجھے زیادہ سے زیادہ مال و دولت مل جائے۔ مال و دولت کی فراوانی کا یہ نتیجہ دیکھ لیا۔ لہذا میں تو اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو یہ مشورہ دوں گا کہ اے اللہ تعالیٰ تنگدستی سے بچا اور اتنا رزق اور اتنی آسودگی عطا فرما۔ جس سے ایمان میں خلل نہ آئے اور مال و متاع کے زیادہ ہونے کے باعث کہیں مغرور و متکبر ہو کر تیرے دروازہ سے نہ ہٹ جائیں اور بے ایمان ہو کر نہ مریں۔ وما علینا الا البلاغ

زندہ کرنا اور مارنا فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

اللہ تعالیٰ کی صفات حمیدہ میں سے یہ دو صفتیں بھی ہیں۔ اس کے متعدد ثبوت میں سے چند ملاحظہ ہوں۔

پہلا

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

(سورۃ الاعراف رکوع ۲۰ پ ۹)۔ (ترجمہ کہدو۔ اے لوگو۔ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی اُمی پر جو کہ اللہ پر اور اس کی سب کلاموں پر یقین رکھتا ہے۔ اور اسکی پیروی کرو۔ تاکہ تم راہ پاؤ۔

حاصل

یہ نکلا کہ آسمانوں اور زمین میں بادشاہی فقط اللہ تعالےٰ کی ہے اور حضور انورؐ اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ معبود بھی فقط وہ ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور زندہ کرنا اور مار ڈالنا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اے اللہ کے بندو!

نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنی چاہیئے۔ آپؐ کی تابعداری ہی سے تم ہدایت پا سکتے ہو۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

اب ہر مسلمان کا فرض ہے

کہ مذکورۃ الصدر آیت میں جو ہدایات دی گئی ہیں۔ ان کو غور سے پڑھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی حد سے باہر نہ جائے

صفات حمیدہ میں سے ایک اور ملاحظہ ہو فنا کرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے

اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۝ (سورۃ یٰس رکوع ۱۔ پ۲۲)۔ (ترجمہ۔ بے شک ہم ہی مُردوں کو زندہ کریں گے اور جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا۔ اس کو لکھتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو کتاب واضح (لوح محفوظ) میں محفوظ کر رکھا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا سے مار کر انسانوں کو قبروں میں دفن ہونے کے بعد دوبارہ قیامت کے دن زندہ کر کے اُٹھانا فقط اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہے اور ارشاد ہو رہا ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے انسان نے جو کام کئے ہیں یا اپنے اعمال کے جو نتائج چھوڑ کر گیا تھا۔ وہ سب لکھ کر رکھے ہیں جو قیامت کے دن اس کے حساب میں پیش ہوں گے۔

لہٰذا

ہر مسلمان مرد ہو یا عورت اس کا فرض ہے کہ دنیا میں جو کام کرے۔ یہ سوچ لے کہ قیامت کے دن اس کا نتیجہ میرے حق میں کیا نکلے گا۔

وما علینا الا البلاغ

تبدیلی نام

میں نے اپنا نام محمد مصطفےٰ قریشی ولد حکیم خلیل احمد کی بجائے حسین احمد قریشی رکھ لیا ہے آئندہ مجھے حسین احمد کے نام سے پکارا جائے قارئین کرام نوٹ فرمالیں
حسین احمد قریشی کلرک معرفت دفتر خدام الدین شیرانوالہ لاہور

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۶ ربیع الاوّل ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

اصلاحِ حال کی اہمیّت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اما بعد

اللہ تعالیٰ کا کروڑہا شکر ہے۔ کہ وہ ہمیں ہر جمعرات کو مل بیٹھنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ ہر جمعرات کو بعض احباب نئے ہوتے ہیں۔ اس لئے مجھے ہر بار اس اجتماع کی غرض بتلانی پڑتی ہے۔ اس کی غرض یہ ہے کہ میری اور آپ کی اصلاح حال ہو جائے۔

استعداد

ہر انسان کے اندر استعداد خداداد ہوتی ہے۔ ماں باپ اس کو جس طرف لگا دیتے ہیں۔ وہ اسی طرف چل نکلتا ہے۔ اس طرح کوئی درزی۔ کوئی لوہار۔ کوئی بڑھئی وغیرہ بن جاتا ہے۔ کسی کو ماں باپ نے اسکول و کالج کی تعلیم دلا دی تو وہ نوکر ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ ہر انسان کے اندر استعداد خداداد ہوتی ہے۔ اس استعداد کو عمل میں لانے کے لئے انسان کو رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

دو راستے

انسان کے اندر جو استعداد خداداد ہے اسکے لحاظ سے انسان کے دنیا میں دو راستے ہو جاتے ہیں ایک راستہ وہ ہے جس پر چلنے والوں کو دنیا کی زندگی ہی مطلوب محبوب اور مقصود ہو جاتی ہے۔ دوسرا وہ راستہ ہے۔ جس پر چلنے والوں کو آخرت کی زندگی مطلوب محبوب اور مقصود بن جاتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام

دوسرے راستہ کی طرف انسان کی رہنمائی کرنے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں وہ اس کو یہ سمجھاتے ہیں کہ اس جہان کی زندگی چند روزہ اور فانی ہے۔ اس جہان کے بعد ایک اور جہان آنے والا ہے۔ وہ دائمی اور ابدی ہے۔ اگر انسان ہادی کا دامنگیر نہ ہونے پائے تو اس دنیا کی زندگی ہی مقصود بالذات ہوتی ہے۔ پنجابی میں اس قسم کے انسانوں کا ایک مشہور مقولہ ہے۔ ایہہ جگ مٹھا اگلا کس ڈٹھا۔ (یہ جہان میٹھا ہے اگلا جہان کس نے دیکھا ہے) ہر چیز کو ان آنکھوں سے دیکھنا ضروری نہیں۔ بعض اوقات دوسروں کے کہنے پر بھی مان لینا پڑتا ہے۔ مثلاً مکّہ معظّمہ آپ میں سے اکثر نے نہیں دیکھا۔ حاجی صاحبان کے بتلانے پر آپ مان جاتے ہیں۔ کہ مکّہ معظّمہ ہے۔ اسی طرح آخرت کے متعلق ہادی کی صداقت دیانت اور امانت پر یقین کرنا ضروری ہے۔

دونوں راستوں

میں سے ایک کو مقصود بالذات اور دوسرے کو اس کے تابع بنانا پڑے گا۔ دونوں میں سے کون سا راستہ مقصود بالذات ہے۔ اس کا پتہ تصادم کے وقت لگتا ہے۔ دونوں میں سے جس کو ترجیح دی جائے گی۔ وہی مقصود بالذات سمجھا جائے گا۔

قرآن مجید

میں دونوں راستوں کا ذکر آتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَۃَ عَجَّلْنَا لَہٗ فِیْھَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَہٗ جَھَنَّمَ یَصْلٰھَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَّشْکُوْرًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل ع۲۔ پ۱۵)۔ (ترجمہ۔ جو کوئی دنیا چاہتا ہے۔ تو ہم اسے سر دست دنیا میں سے بھی جس قدر چاہتے ہیں۔ دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گرے گا۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے۔ اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی) وَھُوَ مُؤْمِنٌ کا یہ مطلب ہے کہ آخرت کو مقصود بالذات بنانے والا مومن ہو۔ کافر۔ مشرک۔ یا

نفاق اعتقادی کا منافق نہ ہو۔ مَنۡ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ ۔ (ترجمہ۔ جو اللہ تعالیٰ کا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے) میں بھی آخرت کو مقصود بالذات بنانے والوں کا ذکر ہے۔

اصلاحِ حال

کا مطلب یہ ہے کہ اندر درست ہو جائے دنیا کی دولت شان و شوکت اور وجاہت مقصود بالذات نہ رہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب محبوب اور مقصود ہو جائے۔ پھر آخرت مقصود بالذات بن جاتی ہے۔ اس کے لئے بھی انسان کے اندر استعداد خدا داد ہوتی ہے۔ لیکن جب تک ہادی نہ آئے اصلاح حال کی طرف نہ انسان کی توجہ ہوتی ہے اور نہ آخرت مقصود بالذات بنتی ہے۔ اصلاح حال ہو جانے کے بعد بندہ اپنی توفیق کے مطابق اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اس کو اجر دیتا ہے اس نے جو اللہ کی راہ میں دیا۔ وہ سب فانی تھا۔ وہ جو دے گا۔ وہ باقی رہنے والا ہوگا۔ اور وہ جو دیگا کبھی واپس نہ لے گا اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو اصلاح حال کی لذت آتی ہے جبھی تو آپ دور دور سے آتے ہیں۔ کوئی پیدل اور کوئی سائیکل پر آتا ہے۔ کوئی تانگہ پر اور کوئی ریل گاڑی پر۔ اس نیت سے آیئے کہ اے اللہ تیرے دروازہ پر آیا ہوں جو تو چاہتا ہے بنا دے۔

آخرت کی زندگی

دائمی ہے۔ اس کو مقصود بالذات بنانے والوں کی کوشش دنیا اور آخرت دونوں جگہ بارآور ہوگی۔ ان کو دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ حسب ضرورت رزق عطا فرمائے گا۔ اور آخرت میں جنت الفردوس کی دائمی نعمتیں عطا فرمائے گا۔

دُنیا کی زندگی

فانی ہے۔ جس نے اس کو مقصود بالذات بنایا۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ ناکام ہوگا۔ آخرت میں نہ دنیا ہوگی اور نہ اس کو مقصود بالذات بنانے والے کو کوئی فائدہ ہوگا دنیا کی زندگی کو مقصود بالذات بنانے والا کوئی تاجر کوئی زمیندار اور کوئی ملازم ہے ان کی اکثریت کو آخرت کا کبھی خیال ہی نہیں آتا۔ دیہات اور شہروں میں ایسے بھی بدبخت ہیں جن کو چوبیس گھنٹوں میں ایک مرتبہ بھی اللہ ھُو کہنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ عمر گذر گئی ان کو کبھی خیال نہیں آیا کہ مرنا بھی ہے۔

ایک مثال

جب پہاڑ سے لوہا نکلتا ہے۔ وہ اس وقت تک بیکار ہوتا ہے۔ جب تک کسی کاریگر کے ہاتھ نہ آئے۔ کاریگر اس سے توپیں۔ بندوقیں۔ چاقو۔ چھریاں وغیرہ کیا کیا بنا دیتا ہے۔ پہلے لوہے میں کوئی جاذبیت نہیں ہوتی۔ کاریگر کے ہاتھ میں آنے کے بعد اس میں جاذبیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان کے اندر استعداد خداداد ہوتی ہے۔ لیکن ہادی کی صحبت کے بغیر یہ استعداد بیکار ہوتی ہے۔ ہادی کی صحبت میں آنے کے بعد جب اسکی تربیت ہو جاتی ہے تو یہ کارآمد ہو جاتا ہے۔ اصل میں ہادی انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں۔ ان کے بعد ان کے تربیت یافتہ حضرات ہادی کا کام نیابتاً کرتے ہیں۔ ہادی کی صحبت میں اصلاح حال ہوتی ہے۔

اولیاء کرام

کی صحبت (اصلاح حال کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ میں اگر قسم کھا کر کہوں تو حانث نہ ہونگا کہ ان کے جوتوں کی خاک کے ذرّوں سے وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔ جس کو یہ موتی مل جائیں۔ اس سے اگر اللہ تعالیٰ کہے کہ ایک موتی واپس دیدے۔ اس کے بدلہ میں میں تجھے دنیا کی بادشاہت دے دیتا ہوں۔ تو وہ ہاتھ جوڑے گا۔ اے اللہ جو بادشاہت مانگتے ہیں ان کو دے دیجئے اور یہ موتی میرے پاس رہنے دیجئے یہ ہے اصلاح حال کہ اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑھ کر مطلوب محبوب اور مقصود ہو جائے۔

صحبت نہ ہونے کا نتیجہ

اولیاء کرام کی صحبت نہ ہونے کا نتیجہ یہ ہے کہ بیشمار مسلمان بلیک مارکیٹ اور سمگلنگ کے جرم میں پکڑے گئے۔ یہ ناممکن ہے کہ مسلمان اور بددیانت ہو۔ مسلمان اور بد معاملہ۔ مسلمان اور ظالم مسلمان اور دھوکہ باز اور فریب کار ہو۔ اکثر مسلمان بد دیانت اور بے ایمان ہیں (اس کے باوجود ہر محکمہ میں اللہ تعالیٰ کے بندے موجود ہیں۔ پولیس میں بھی بعض اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہوتے ہیں)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کسی ہادی کے اڈے نہیں چڑھے اولیاء کرام کی صحبت میں تربیت پانے کے بعد ہی انسان کی اصلاح حال ہوتی ہے۔

اصلاح قال

تو اماں بھی سکھاتی ہے اور ابا بھی سکھاتا ہے۔ لیکن اصل چیز اصلاح حال ہے۔ اصلاح قال سے کھانا پینا پہننا اور گفتگو کرنا آ جاتا ہے۔ ان چیزوں کا تعلق اس جہان کی زندگی سے ہے۔ اصلاح حال کا تعلق آخرت کی زندگی سے ہے

آخرت کو نقصان

نہ پہنچنے پائے۔ اگر اس حالت میں ساری دنیا مل جائے نورِ چشم ما روشن دلِ ما شاد لیکن اگر آخرت کو ۱/۱۰۰ حصہ نقصان پہنچنے پر ساری دنیا مل جائے تو اس پر پیشاب بھی نہ کرنے پائے۔

حق تلفی

اگر کسی کی حق تلفی کی جائے تو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشتے ؎

کھلونے سمجھ کر مٹاؤ نہ ہم کو
کہ ہم بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں

اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ يَّاْتِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّيَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ

(رواہ مسلم (باب الظلم۔ الفصل الاول)

(ترجمہ۔ ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ہم میں تو مفلس وہ شخص ہے۔ جس کے پاس نہ تو درہم (روپیہ پیسہ) ہو اور نہ سامان و اسباب۔ آپؐ نے فرمایا۔ میری امت میں سے قیامت کے دن مفلس وہ شخص ہوگا۔ جو دنیا سے نماز روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ ہر قسم کی عبادتیں لے کر آئے گا اور ساتھ ہی کسی کو گالی دینے۔ کسی پر تہمت لگانے کسی کا مال کھا جانے کسی کو ناحق مار ڈالنے اور کسی کو ناحق مارنے کے گناہ بھی لائے گا۔ پھر ایک مظلوم کو اسکی نیکیوں میں سے دیا جائے گا اور دوسرے مظلوم کو اسکی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ اور جب اس کی یہ نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ اور لوگوں کے حق باقی رہ جائیں گے۔ تو ان حقداروں کی برائیاں اور گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ اور پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی رضا

بار بار عرض کرتا ہوں کہ اصلاح حال کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رضا مطلوب محبوب اور مقصود ہو جائے اللہ تعالےٰ سے تعلق ٹوٹ کر اگر کروڑوں روپیہ بھی ملے تو اس پر لعنت ہے قبر ہم اپنی جہنم کا گڑھا بنائیں اور کھائیں کپڑے اور پوتے یہ بہت مہنگا سودا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

نام کے مسلمان

جن کو دنیا مطلوب محبوب اور مقصود ہے۔ وہ نام کے مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو نام کے مسلمان نہیں چاہئیں۔ ان کو تو کام کے مسلمان پسند ہیں۔ ایک لڑکی حسینہ جمیلہ ہے۔ لیکن بد مزاج اور فضول خرچ ہونے کے علاوہ آپ کو اور آپ کے ماں باپ کو پتے نہیں باندھتی۔ تو کیا آپ اس کو بیوی بنانا پسند کریں گے ہرگز نہیں۔ دوسری لڑکی سادہ ہے۔ لیکن مرنجاں مرنج ہے۔ آپ کی اور آپ کے ماں باپ کی عزت کرتی ہے تو آپ اس کو پسند کریں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی نام کے مسلمانوں کی ضرورت نہیں اس کو تو کام کے مسلمانوں کی ضرورت ہے۔

علامات قیامت کا ظہور

محمد یوسف مبین

ہمارے اوپر ایک بہت بڑا دن آنے والا ہے جسے قیامت کا دن کہا جاتا ہے جسکی مقدار قرآن مجید نے پچاس ہزار برس بتائی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ دن کافروں پر بہت سخت ہوگا اور گنہگاروں پر بہت گراں۔ لیکن اللہ پاک کے متقی بندوں کے لئے باوجود بڑے اور سخت ہونیکے بہت آسان اور چار رکعت نماز کی مقدار دکھائی دے گا۔ احادیث مبارکہ میں آتا ہے

کہ اس دن سورج آدمیوں کے اوپر ایک میل کی مسافت پر نمودار ہوگا اور زمین تانبے سے بھی زیادہ گرم ہوگی۔ آدمی اپنے پسینہ میں کھڑے ہوں گے ہر ایک کو اپنی جان بچانے کی فکر ہوگی بڑے بڑے انبیاء علیہم السلام تک نفسی نفسی کہتے ہوں گے اور ہمارے نبی خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنی زبان مبارک سے امتی امتی پکارتے ہوں گے۔

میزان رکھا جائیگا نیک اور بد اعمال تولے جائیں گے۔ کسی کا عمل ریت کے ذرہ برابر بھی ضائع نہ ہوگا۔ بلکہ اسے اپنے اعمالنامہ میں دکھائی دے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے آنے کی علامات بیان فرمائی ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ آپؐ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مال غنیمت کو دولت قرار دیا جائے۔ جب امانت (کے مال کو) غنیمت شمار کیا جائے اور جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے اور جب علم کو دنیا کے لئے پڑھا جائے اور جب مرد اپنی عورت کا تابع ہو جائے اور جب اولاد اپنی ماں کی نافرمانی کرے اور اسے ستانے لگے۔ اور جب آدمی دوست کو ہمنشین بنائے اور باپ کو دور رکھے اور جب مسجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں اور قوم کی سرداری قوم کا فاسق کرنے لگے اور جب قوم کی رہبری کرنے والا کمینہ ہو اور جب آدمی کی تعظیم برائی سے بچنے کے لئے کی جائے۔ اور جب ناچ اور گانا بجانا عام ہو جائے۔ اور جب شراب (ظاہر ظہور) پی جائے اور جب پچھلی امت کے لوگ پہلی امت کو سب و شتم کرنے لگیں اور ان پر لعنت بھیجنے لگیں۔ تو اس وقت ان چیزوں کا انتظار کرنا۔

تیز رفتار سرخ طوفان کا۔ پتھروں کے برسنے کا۔ زلزلہ کا۔ زمین میں غرق ہونے کا۔ صورتیں بگڑنے اور بدلنے کا اور پے در پے ان نشانیوں کا جو قیامت کے پہلے ہونے والی ہیں۔ گویا کہ ٹوٹی ہوئی تسبیح سے دانے گر رہے ہیں۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشینگوئی کا مقابلہ موجودہ زمانہ کے ساتھ کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ ان میں سے بہت سی علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ ہمیں سوچنا چاہیئے کہ اس دن کی علامتوں کا ظہور ہو چکا ہے۔ جیسے یَوْمُ التَّغَابُنْ یعنی ہار اور جیت کا دن کہا جاتا ہے۔ اور ہم ہیں جو اس دنیا کو ایسے چمٹ گئے ہیں کہ مرنیکے بعد پھر اٹھنے کی نہ تیاری ہے نہ یاد۔ اپنی دنیوی زندگی بنانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اپنے لئے زمین و جائداد روپیہ اور زر کپڑا اور کھانا جمع کرنا ہی مقصد زندگی سمجھے ہوئے ہیں۔ اور موت کے بعد اٹھنے کو بھول گئے ہیں۔ اپنے اعمال کی باز پرس سے بالکل بے خبر ہیں لیکن ہمیں ایک دن رب العزت کی بارگاہ میں یقیناً پیش ہونا ہے۔ اے آخرت سے غافل مسلمان! تو جس طرح اپنی مستقبل قریب کے بنانے کی دھن میں لگا ہوا ہے اسی طرح ذرا اپنے مستقبل بعید کو بھی سوچ اور فکر کر کہ وہاں کی سختی سے کیسے نجات ہوگی۔ جہاں ماں باپ اپنی پیاری اولاد سے شفقت کا ہاتھ اٹھا لیں گے اپنی ہی نیکیاں کام آئیں گی۔

اصلاح حال

بڑا مشکل کام ہے۔ لیکن کوشش اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آسان ہو جاتا ہے۔ اصلاح حال ہو جائے تو انسان کو باطن کی بینائی حاصل ہو جاتی ہے۔ تم میں سے کتنے باطن کے بینا ہیں اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی اصلاح حال فرماوے آمین یا الہ العالمین۔ اس کا خلاصہ عرض کر چکا ہوں۔ اصلاح حال کا اثر چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی ظاہر ہوگا۔ مثلاً حی علی الصلوٰۃ کی آواز سنی سردی ہو یا گرمی۔ اصلاح حال والا جھٹ مسجد میں آ جائے گا۔

دعا

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو سدا ہی اپنے دروازہ پر لائے اور ہم سب کو اپنی اصلاح حال کرنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین یا الہ العالمین

محمد شفیع عمرالدین

ہلاکت کن کے لئے ہے

قسط دوم ۲

(۱۰) اہل علم کی قابل افسوس حرکت

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ٥ (البقرہ آیت ۷۹)

ترجمہ۔ سو افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ کہ اس سے کچھ روپیہ کمائیں پھر افسوس ہے ان کے ہاتھوں کے لکھنے پر اور افسوس ہے ان کی کمائی پر۔

موضح القرآن میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "یہ وہ لوگ ہیں جو عوام کو ان کی خوشی کے موافق باتیں جوڑ کر لکھ دیتے ہیں اور نسبت کرتے ہیں طرف خدا کے یا رسول کے۔"

ابن کثیر میں ہے۔ "یہودیوں کی ایک دوسری قسم کا بیان ہو رہا ہے جو پڑھے لکھے لوگ تھے اور گمراہی کی طرف دوسروں کو بلاتے تھے اور خدا پر جھوٹ باندھتے تھے اور مریدوں کا مال ڈکارتے تھے۔ انہوں نے تورات کی تحریف کر دی۔ اس میں کمی زیادتی کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نکال ڈالا یہودیوں کے علماء اپنی باتوں کو خدا کا کلام کہتے تھے۔"

۱۱۔ ظالموں کی تباہی

(۱) قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (الانبیاء آیت ۱۴) (ترجمہ کہنے لگے ہائے ہماری کم بختی۔ بیشک ہم ظالم تھے۔)

یہ ان ظالموں کی ہلاکت کا نقشہ ہے جو کفر و عصیان پر اڑے رہے حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو لبیک کہہ کر اس کے مطابق زندگی بسر نہ کی۔ جب ان کے ظلم کا پیمانہ لبریز ہو چکا اور عذاب الٰہی آیا۔ تو بچاؤ کے لئے خوب بھاگ دوڑ کی۔ مگر بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھ کر اپنے ظلم و ستم کا خود ہی اعتراف کرنے لگے کہ یہ تباہی ہماری اپنی کرتوتوں کا ثمرہ ہے۔

یہ تو ان کی موت کا منظر ہے اور قیامت کے دن بھی ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ٥ (الزخرف آیت ۶۵)۔ (ترجمہ۔ پس جنہوں نے ظلم کیا ان کے لئے دردناک دن کے عذاب سے تباہی ہے)

۱۲۔ باغ والوں کا واقعہ

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ٥ (القلم آیت ۳۱) ۔ (ترجمہ۔ انہوں نے کہا ہائے افسوس بے شک ہم ہی سرکش تھے)

اس سورت (القلم) میں ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے۔ ایک تاریخی مثال ہے۔ جس سے سرمایہ دار جماعت نے محتاج اور مساکین طبقہ کے حقوق پر تعدی کا ارادہ کیا اور یہ بات ان کے لئے تباہی کا باعث ہوئی۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک جماعت کا ایک باغ تھا۔ جب اس باغ کا میوہ چنا جاتا۔ تو محتاج اور مساکین بھی وہاں جمع ہو جاتے۔ جنہیں تھوڑا بہت دے کر راضی کر لیا جاتا اور اس فعل میں مساکین کے حق تسلیم کرنے کی جھلک پائی جاتی کسی کو دھتکارا نہ جاتا۔ اور یہ کوشش کی جاتی کہ مساکین راضی ہو جائیں۔

اب یہ باغ والے ایسے ہیں۔ کہ دل میں خیال کرتے ہیں کہ راتوں رات باغ میں سے میوہ چن لائیں۔ تاکہ نہ کوئی مسکین وہاں آئے اور نہ اسے کچھ دینا پڑے۔ مگر قدرتی اتفاق ایسا ہو گیا کہ وہ تمام باغ جل گیا۔ جب یہ لوگ باغ میں پہنچے تو پہچان نہ سکے تو ان میں سے ایک سمجھ دار نے کہا کہ یہ ہماری اس غلطی کی سزا ہے جو ہم نے عام مساکین کا حق غصب کرنے کی کوشش کی۔ ہم ظلم پر متفق ہو گئے اور فقط اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارا باغ جل کر راکھ ہو گیا۔

سرمایہ دار طبقہ کا اسی طرح امتحان ہوتا رہتا ہے۔ وہ سرکش ہے جو ان کا حق تسلیم نہ کرے۔

۱۳۔ نظام عالم

وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ط ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ٥ (ص آیت ۲۷)

ترجمہ۔ اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بیکار تو پیدا نہیں کیا۔ یہ تو ان کا خیال ہے جو کافر ہیں۔ پھر کافروں کے لئے ہلاکت ہے جو آگ ہے۔

(حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح)

یعنی جس کا نتیجہ کچھ آگے نہ نکلے بلکہ اس دنیا کا نتیجہ ہے آخرت۔ لہذا یہاں رہ کر وہاں کے لئے کچھ کام کرنا چاہیئے۔ وہ کام یہ ہی ہے۔ کہ انسان اپنی خواہشات کی پیروی چھوڑ کر حق و عدل کے اصول پر کاربند ہو اور خالق و مخلوق دونوں سے اپنا معاملہ ٹھیک رکھے۔ یہ نہ سمجھے کہ بس دنیا کی زندگی ہے۔ کھا پی کر ختم کر دیں گے۔ آگے حساب کتاب کچھ نہیں۔ یہ خیالات تو ان کے ہیں جنہیں موت کے بعد دوسری زندگی سے انکار ہے۔ سو ایسے منکروں کے لئے آگ تیار ہے

(نیا ایڈیشن)

گلدستہ صد احادیث نبوی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن سو احادیث کا مجموعہ جن کا جاننا اور حفظ کرنا ہر مسلمان پر نہایت ضروری ہے۔ اعراب اور ترجمہ کے ساتھ مختصر تشریح لکھ دی گئی ہے۔

خوب صورت مجلد۔ جیبی سائز

ہدیہ صرف ۸ آنے۔ محصولڈاک برائے رجسٹری ۵

اسلامی مدارس کے طلباء کیلئے بیحد مفید تحفہ ہے

ملنے کا پتہ۔ ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

از عبدالرحمٰن لدھیانوی

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ○

البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے

حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدر مبارک میں علوم و معارف کے سمندر اتار دیئے اور لوازم نبوّت اور فرائض رسالت برداشت کرنے کو بڑا وسیع حوصلہ دیا کہ بے شمار دشمنوں کی عداوت اور مخالفوں کی مزاحمت سے نہ گھبرائیں۔ آپؐ کا سینہ بے کینہ تمام کمالات ظاہری اور باطنی سے بھرا ہوا تھا۔ منصب خلافت کی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے خاطر شریف پہ گرانی گذرتی ہوگی وہ رفع کر دی گئی۔ اللہ نے جب سینہ کھول دیا اور حوصلہ کشادہ کر دیا۔ وہ دشواریاں جاتی رہیں۔ اور سب بوجھ ہلکا ہو گیا۔ پیغمبروں اور فرشتوں میں آپؐ کا نام بلند ہے۔ دنیا میں تمام سمجھدار انسان نہایت عزت و وقعت سے آپؐ کا ذکر کرتے ہیں۔ اذان اقامت خطبہ۔ کلمہ طیبہ اور التحیات میں اللہ کے نام کے بعد آپؐ کا نام لیا جاتا ہے اور خدا نے جہاں بندوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ وہیں ساتھ کے ساتھ آپؐ کی فرمانبرداری کی تاکید کی ہے جیسے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فرمایا ہے۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۙ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ○ (پ۔ ۳۰۔ ع ۱۴)۔

(ترجمہ۔ سو البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے)

(مطلب) اللہ کی رضا جوئی میں جو سختیاں آپؐ نے برداشت کیں اور رنج و تعب کھینچے۔ ان میں سے ہر ایک سختی کے ساتھ کئی کئی آسانیاں ہیں مثلاً حوصلہ فراخ کر دینا۔ جس سے ان مشکلات کا اٹھانا سہل ہو گیا اور ذکر کا بلند کرنا۔ یہ مطلب ہے کہ جب ہم نے آپؐ کو روحانی راحت دی اور روحانی کلفت دور کر دی تو اس سے دنیاوی راحت و محنت میں بھی ہمارے فضل و کرم کا امیدوار رہنا چاہیئے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں۔ کہ بے شک موجودہ مشکلات کے بعد آسانی ہونے والی ہے اور تاکید مزید کے لئے پھر کہتے ہیں کہ ضرور موجودہ سختی کے بعد آسانی ہو کر رہیگی۔ چنانچہ احادیث و سِیَر سے معلوم ہو چکا کہ وہ سب مشکلات ایک ایک کر کے دور کر دی گئیں اور ہر ایک سختی اپنے بعد کئی کئی آسانیاں لے کر آئی۔ اب بھی عادۃ اللہ یہی ہے کہ جو شخص سختی پر صبر کرے اور سچے دل سے اللہ پر اعتماد رکھے اور ہر طرف سے ٹوٹ کر اسی سے لو لگائے۔ اسی کے فضل و رحمت کا امیدوار رہے۔ امتداد زمانہ سے گھبرا کر آس نہ توڑ بیٹھے ضرور اللہ تعالیٰ اس کے حق میں آسانی کریگا ایک طرح کی نہیں۔ کئی طرح کی (مولانا عثمانیؒ)

آسانی درگاہ الٰہی سے عین اس سختی میں نصیب ہوتی ہے اور وہ آسانی اس سختی کے بوجھ اٹھانے کی طاقت دیتی ہے کہ اس سبب سے وہ سختی آسان ہو جائے کیونکہ اگر اس مصیبت کو گزر جانے کے بعد یا اس سے پہلے اس سختی کو یاد کریں تو اس کے اٹھانے کی طاقت اپنے میں نہ پائیں۔ سو کمالات کے حاصل کرنے میں اس قسم کی آسانیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شرح صدر اور فراخی حوصلہ کے سبب عنایت ہوئی تھیں "تا کہ آپکے دل کو تنگی اور کدورت حاصل نہ ہو۔ اور ہر کمال کی تحصیل کو باوجود طرح طرح کے مزاحم اور موانع پیش آنے کے انجام کو پہنچا دیں اور وہ دوسری آسانی مرتبوں اور درجوں کی بلندی ہے۔ اس واسطے کہ مصیبت میں صبر کرنا اگر حق تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے ہے تو حق تعالیٰ کی درگاہ میں مرتبوں اور درجوں کی بلندی کا سبب ہے اور اگر بندوں کے واسطے ہے تو اس بندے پر اپنی خدمت اور مشقت کا حق ثابت کرنے کا سبب ہے کہ منصب اور مرتبہ کی زیادتی دیکھ کر وہ سختی اور مصیبت بالکل آسان ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ معاملہ دنیا میں مجرب اور آزمودہ ہے کہ دنیا کے مرتبہ اور جاہ کے واسطے سر تک دینے میں دریغ نہیں کرتے۔

ایک اعتراض کا جواب

مَعَ کا لفظ عرب کی لغت میں ملنے اور ساتھ ہونے کے معنوں میں ہے تو چاہیئے کہ تنگی اور فراخی کا زمانہ ایک ہی ہو۔ یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ دو ضدوں کا ایک زمانہ میں جمع ہونا لازم آتا ہے۔ وَالضِّدَّانِ لَا یَجْتَمِعَانِ (اور دو ضدیں آپس میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں)۔

اس جواب کی توضیح علماء کے قاعدوں کے موافق یہ ہے کہ دو ضدوں کا جمع ہونا جُدا جُدا دو اعتبار سے ہو سکتا ہے۔

اس آیت کے مکرر لانے کی دو وجہیں ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ہنستے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور صحابہؓ سے فرمایا کہ خوش ہو حق تعالیٰ نے دنیا کی ہر سختی کے بعد دو آسانیوں کا وعدہ فرمایا ہے۔ ایک آسانی دنیا میں اور دوسری آخرت میں ؂

اِذَا اشْتَدَّتْ بِکَ الْبَلْوٰی فَفَکِّرْ فِیْ اَلَمْ نَشْرَحْ\
فَعُسْرٌ بَیْنَ یُسْرَیْنِ اِذَا فَکَّرْتَہٗ فَافْرَحْ

(ترجمہ۔ یعنی جب تجھ پر بلائیں ہجوم کریں تو اَلَمْ نَشْرَحْ کے معنوں میں غور و فکر کر۔ اس واسطے کہ ایک سختی دو آسانیوں میں واقع ہوئی ہے۔ پھر جب اس مضمون کو غور کرے گا تو اس کو بہت خوشی و مسرت ہوگی کہ میری بھی سختی رہنے والی نہیں ہے اور حدیث صحیح میں وارد ہے۔ کہ لَنْ یَّغْلِبَ عُسْرٌ یُسْرَیْنِ۔ یعنی ایک سختی دو آسانیوں پر غلبہ نہ کر سکیگی اور اگر کسی کے دل میں یہ شبہ گزرے۔ کہ جس طرح "یُسْر" دو جگہوں پر مذکور ہے پھر عُسْر کی وحدت اور یسر کا تعدّد کہاں سے سمجھا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عربی دان کہتے ہیں کہ جب نکرے کو بعد نکرے یا معرفہ کے لاتے ہیں۔ تو وہ جدائی کو چاہتا ہے اور دونوں کے مضامین جدا ہوتے ہیں اور جب معرفے کو بعد نکرے یا معرفے کے لاتے ہیں تو وہ اتحاد کو چاہتا ہے اور دونوں کا مضمون ایک ہوتا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ یعنی الرَّسُوْل کا لفظ معرفہ ہے۔ نکرے کے بعد، یعنی رَسُوْلًا کے بعد آیا ہے

اور دونوں الفاظ سے مراد ایک ہی رسول ہے اسی طرح یہاں پر عُسر کو دو مرتبہ لائے۔ لیکن دونوں ایک ہیں اور یُسر کو دونوں جگہ پر نکرہ لائے تو دو یُسر سمجھے گئے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ تکرار تاکید کے واسطے ہے۔ اس واسطے کہ مصیبت میں آسانی کی اُمید منقطع ہو جاتی ہے تو اس مقام میں اس بات کا گمان تھا کہ مصیبت میں پھنسے ہوؤں کو شاید سختی کے بعد آسانی کا حاصل ہونا یقین نہ ہو۔ اس واسطے آسانی کی تاکید لانے کی ضرورت ہوئی۔

پہلی شہادت حضرت یوسفؑ

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِّلسَّائِلِينَ ۝ پ ۱۲ ع ۱۲۔ ترجمہ البتہ یوسفؑ کے قصہ اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں پوچھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

(مطلب) جو لوگ اس طرح کے واقعات دریافت کرکے کسی نتیجہ پر پہنچنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کی سرگزشت میں ہدایت و عبرت کی بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔ اس قصہ کو سُن کر قلوب میں حق تعالیٰ کی عظیم قدرت و حکمت کا نقش جم جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیّن ثبوت ملتا ہے کہ آپؐ باوجود اُمّی ہونے اور کسی کتاب یا معلم سے استفادہ نہ کرنے کے ایسے منقح و منضبط تاریخی حقائق کا انکشاف فرما رہے ہیں۔ جن کے بیان کی بجز اطلاع ربانی کے کوئی توجیہہ نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً قریش مکّہ کے لئے (جو یہود کے اکسانے سے اس قصہ کے متعلق حضورؐ سے سوال کر رہے تھے)۔ اس واقعہ میں بڑا عبرت آموز سبق ہے۔ کہ جس طرح حضرت یوسفؑ کو بھائیوں نے گھر سے نکالا۔ از راہ حسد قتل یا جلاوطن کرنے کے مشورے کئے طرح طرح سے ایذائیں پہنچائیں۔ اہانت و استخفاف میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ آخر ایک دن آیا کہ یوسفؑ کی طرف نادم و محتاج ہو کر آئے۔ یوسفؑ کو خدا نے دین و دنیا کے اعلیٰ مناصب پر فائز کیا۔ اور انہوں نے اپنے عروج و اقتدار کے وقت بھائیوں کے جرائم سے چشم پوشی کی اور نہایت دریا دلی سے سب کے قصور معاف کر دیئے۔ ٹھیک اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برادری نے آپؐ کے متعلق ناپاک منصوبے باندھے دُکھ پہنچائے۔ عزت و آبرو پر حملے کئے حتیٰ کہ وطن چھوڑنے پر مجبور کیا۔ لیکن جلد وہ دن آنے والا تھا۔ جب وطن سے علیحدہ ہو کر آپؐ کی کامیابی اور رفعت شان کا آفتاب چمکا اور چند سال کے بعد فتح مکّہ کا وہ تاریخی دن آ پہنچا۔ جبکہ آپؐ نے اپنے قومی اور وطنی بھائیوں کی گذشتہ تقصیرات پر بعینہٖ حضرت یوسفؑ والے کلمات لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فرما کر قلم عفو کھینچ دیا۔

دوسری شہادت حضرت یعقوبؑ

حدیث شریف میں ہے کہ نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ أَشَدُّ بَلَاءً ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ۔ یعنی انبیاء کی جماعت حق تعالیٰ کی طرف سے سخت ترین امتحانوں میں مبتلا کی جاتی ہے پھر امتحان کی اقسام ہیں۔ ہر نبی کو حق تعالیٰ اپنی حکمت اور اس کی استعداد کے موافق جس قسم کے امتحان میں چاہے مبتلا کرتا ہے۔ یعقوبؑ کے قلب میں یوسفؑ کی فوق العادت محبت ڈال دی۔ پھر ایسے محبوب اور ہونہار بیٹے کو جو خاندان ابراہیمی کا چشم و چراغ تھا۔ ایسے دردناک طریقہ سے جدا کیا گیا۔ غمزدہ اور زخم خوردہ یعقوبؑ کے جگر کو اس روح فرسا صدمہ نے کھا لیا تھا۔ وہ کسی مخلوق کے سامنے نہ حرف شکایت زبان پر لاتے تھے۔ نہ کسی سے انتقام لیتے۔ نہ غصہ نکالتے غم کی بات منہ سے نہ نکلتی۔ ہاں جب اپنے کو بہت روکتے تو دل کا بخار آنکھوں کی راہ سے ٹپک پڑتا۔ بیسیوں برس تک چشم گریاں اور سینہ بریاں کے باوجود ادائے فرائض و حقوق میں کوئی خلل نہ پڑنے دیا۔ ان کا دل جتنا یوسفؑ کے فراق میں روتا تھا۔ اتنا ہی خدا کے حضور میں زیادہ گڑگڑاتا تھا۔ درد و غم کی شدت اور اشکباری کی کثرت جس قدر ان کی بصارت کو ضعیف کرتی اُسی قدر نور بصیرت کو بڑھا رہی تھی۔ بے تابی و اضطراب کا کیسا ہی طوفان اُٹھتا۔ دل پکڑ کر رہ جاتے۔ زبان سے اُف نہ نکالتے۔ بنیامین کی جدائی سے جب پرانے زخم میں نیا چرکہ لگا تو اس وقت بے اختیار "یَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ" صرف اتنا لفظ زبان سے نکلا۔ بقول حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ ایسا درد (آنے) مدت دبا رکھنا پیغمبر کے سوا کس کا کام ہو سکتا ہے۔ موضح القرآن میں ہے کیا تم مجھ کو صبر سکھاؤ گے۔ بے صبر وہ ہے جو مخلوق کے آگے خالق کے بھیجے ہوئے درد کی شکایت کرے۔ میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے درد دیا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ یوسفؑ زندہ ہے۔ ضرور ملے گا اور اس کا خواب پورا ہو کر رہے گا۔ مجھ پر آزمائش ہے۔ دیکھوں کس حد پر پہنچ کر بس ہو۔ یوسفؑ کا پورا واقعہ ہی عجائب قدرت کا ایک مرقع ہے۔ یعقوبؑ جیسے مشہور و معروف پیغمبر شام میں رہیں اور یوسفؑ جیسی جلیل القدر شخصیت مصر میں بادشاہت کرے۔ یوسفؑ کے بھائی کئی دفعہ مصر آئیں خود یوسفؑ کے مہمان بنیں۔ اس کے باوجود خداوند قدوس کی حکمت غامضہ اور مشیّت قاہرہ کا ہاتھ باپ کو بیٹے سے برسہا برس تک علیحدہ رکھے اور خون کے آنسو رلا کر امتحان کی تکمیل کرائے (جَلَّتْ قُدْرَتُهُ وَعَزَّ سُلْطَانُهُ) قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (پ ۱۳ ع ۴)

ترجمہ۔ تحقیق اللہ نے احسان کیا ہم پر البتہ جو کوئی ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ ضائع نہیں کرتا حق نیکی والوں کا۔

تیسری شہادت حضرت ایوبؑ

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ الخ پ ۱۷ ع ۶۔ (ترجمہ۔ اور یاد کرو ایوبؑ کو جس وقت پکارا اس نے اپنے رب کو کہ مجھ پر پڑی ہے تکلیف، اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا۔ پھر ہم نے سُن لی اس کی فریاد۔ سو دُور کر دی جو اس پر تکلیف تھی اور عطا کئے اس کو اس کے گھر والے اور اُتنے ہی اور اُنکے ساتھ رحمت اپنی طرف سے۔

تشریح۔ حضرت ایوبؑ کو حق تعالیٰ نے دنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا کھیت، مویشی، لونڈی، غلام، اولاد صالح اور عورت مرضی کے موافق عطا کی تھی۔ حضرت ایوبؑ بڑے شکرگزار بندے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا کھیت جل گئے۔ مویشی مر گئے اور اولاد اکٹھی دب مری۔ دوست آشنا الگ ہو گئے۔ بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے یک

بیوی رفیق رہی۔ آخر میں وہ بیچاری بھی اکتا گئی۔ مگر حضرت ایوبؑ جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے جب تکلیف و اذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گزر گئی بلکہ دوست بھی کہنے لگے کہ یقیناً ایوبؑ نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے۔ جسکی سزا ایسی ہی سخت ہو سکتی تھی۔ تب دعا کی "رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝" رب کو پکارنا تھا کہ دریائے رحمت امنڈ پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے مری ہوئی اولاد سے دگنی اولاد دی، زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہو گئے۔ بدن کا سارا روگ جاتا رہا۔ اور جیسا کہ حدیث میں ہے۔ سونے کی ٹڈیاں برسائیں۔ غرض سب طرح درست کر دیا۔ حضرت ایوبؑ پر یہ مہربانی ہوئی اور تمام بندگی کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت اور یادگار قائم ہو گئی کہ جب کسی نیک بندے پر دنیا میں مصیبت آئے تو ایوبؑ کی طرح صبر و استقلال دکھلانا اور صرف اپنے پروردگار سے فریاد کرنا چاہیئے۔ حق تعالیٰ اس پر عنایت کریگا اور محض ایسے ابتلا کو دیکھ کر کسی شخص کی نسبت یہ گمان نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اللہ کے یہاں مبغوض ہے۔ (مولانا عثمانی رح)

چوتھی شہادت حضرت یونسؑ

وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

پ۱۷-ع ۶- (اور یاد کر مچھلی والے کو، جب چلا گیا غصہ ہو کر۔ پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو، پھر پکارا اُن اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے تو بے عیب ہے۔ میں گنہگاروں میں سے تھا۔

تشریح:- اللہ تعالیٰ نے حضرت یونسؑ کو شہر نینوئی کی طرف جو موصل کے مضافات میں سے ہے مبعوث فرمایا تھا۔ یونسؑ نے ان کو بت پرستی سے روکا اور حق کی طرف بلایا۔ وہ ماننے والے کہاں تھے۔ روز بروز ان کا عناد و تمرد ترقی کرتا رہا۔ آخر بددعا کی اور قوم کی حرکات سے خفا ہو کر غصہ میں بھرے ہوئے شہر سے نکل گئے۔ حکم الٰہی کا انتظار نہ کیا اور وعدہ کر گئے کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب آئے گا اُن کے نکل جانے کے بعد قوم کو یقین ہوا کہ نبی کی بد دعا خالی نہیں جائے گی کچھ آثار بھی عذاب کے دیکھے۔ گھبرا کر سب لوگ بچوں اور جانوروں سمیت باہر جنگل میں چلے گئے اور ماؤں کو بچوں سے جدا کر دیا۔ میدان میں پہنچ کر سب نے رونا چلانا شروع کر دیا۔ بچے۔ مائیں آدمی اور جانور سب شور مچا رہے تھے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ تمام بستی والوں نے سچے دل سے توبہ کی۔ بت توڑ ڈالے۔ خدا تعالیٰ کی اطاعت کا عہد باندھا اور حضرت یونسؑ کو تلاش کرنے لگے کہ ملیں تو ان کے ارشاد پر کاربند ہوں۔ حق تعالیٰ نے آنے والا عذاب اُن سے اٹھا لیا۔

ادھر یونسؑ بستی سے نکل کر ایک جماعت کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے۔ وہ کشتی غرق ہونے لگی۔ کشتی والوں نے بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ارادہ کیا کہ ایک آدمی کو نیچے پھینک دیا جائے یا اپنے مفروضات کے مطابق یہ سمجھے کہ کشتی میں کوئی غلام مولا سے بھاگا ہوا ہے۔ بہر حال اس آدمی کی تعیین کے لئے قرعہ ڈالا۔ وہ یونسؑ کے نام نکلا۔ دو تین مرتبہ قرعہ اندازی کی۔ ہر دفعہ یونسؑ کے نام نکلتا رہا۔ یہ دیکھ کر یونسؑ دریا میں کود پڑے فوراً ایک مچھلی آ کر نگل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یونسؑ کو اپنے پیٹ میں رکھ۔ اس کا ایک بال بیکا نہ ہو۔ یہ تیری روزی نہیں۔ بلکہ تیرا پیٹ ہم نے اس کا قید خانہ بنایا ہے۔ اس کو اپنے اندر حفاظت سے رکھنا۔ اس وقت یونسؑ نے اللہ کو پکارا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اپنی خطا کا اعتراف کیا کہ بیشک میں نے جلدی کی کہ تیرے حکم کا انتظار کئے بغیر بستی والوں کو چھوڑ کر نکل کھڑا ہوا۔ گو یونسؑ کی یہ غلطی اجتہادی تھی جو امت کے حق میں معاف ہے مگر انبیاء کی تربیت و تہذیب دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتی ہے۔ جس معاملہ میں وحی آنے کی امید ہو بغیر انتظار کئے قوم کو چھوڑ کر چلے جانا ایک نبی کی شان کے لائق نہ تھا۔ اسی نامناسب بات پر دارو گیر شروع ہو گئی۔ آخر توبہ کے بعد نجات ملی۔ مچھلی نے کنارہ پر آ کر اُگل دیا اور اسی بستی کی طرف صحیح و سالم واپس کئے گئے۔ حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ اور شب تاریک کے اندھیروں میں خدا کی جناب میں عرض کی کہ میری خطا معاف کیجئے۔ بے شک مجھ سے غلطی ہوئی۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ تیرے سوا کوئی حاکم نہیں تو بے عیب ہے۔ بیشک میں گنہگاروں سے تھا۔

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝

پ۲۳-ع ۹- (ترجمہ) پھر اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ یاد کرتا تھا پاک ذات کو تو رہتا اُسی کے پیٹ میں۔ جس دن تک کہ مردے زندہ ہوں۔

یعنی چونکہ مچھلی کے پیٹ میں بھی اور پیٹ میں جانے سے پہلے بھی اللہ پاک کو بہت یاد کرتا تھا۔ اس لئے ہم نے ان کو جلدی نجات دے دی۔ ورنہ قیامت تک اس کے پیٹ سے نکلنا نصیب نہ ہوتا۔ مچھلی کی غذا بن جاتے خطا کا معاف کرنا صرف یونسؑ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ جو ایماندار لوگ ہم کو اسی طرح پکاریں گے ہم ان کو بلاؤں سے نجات دیں گے۔ (مولانا عثمانی رح)

طوالت مضمون کے اندیشہ سے چار شہادتوں پر اکتفا کیا گیا۔ ورنہ حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ و دیگر انبیاء کرام کی شہادتیں بھی قابل ذکر ہیں۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۱- مولوی محمد حنیف صاحب امام مسجد جامع مرکزیہ کوہ مری
۲- مولوی الہ بخش صاحب نیوز ایجنٹ قادر پور راں ضلع ملتان
۳- محمدی بک سٹال - بھاوریاں ضلع شاہپور
۴- ملک آڑھت گھر - ڈیرہ غازی خاں
۵- اعظم بک ڈپو - بھکر
۶- یسرنو وہاج اینڈ سنز بولٹن مارکیٹ کراچی

سے حاصل کریں۔

ہر شہر و قصبہ میں مخلص ایجنٹوں کی معقول کمیشن پر ضرورت ہے۔

اعلان حق اور شمع رسالت کے پروانوں پر سختیاں

دو واقعات

حضرت ابن حذافہؓ اور قیصر کا دربار اور حضرت خبیبؓ

از حکیم حافظ محمد یوسف رشید چغتائی

حضرت ابن حذافہؓ اور قیصر کا دربار

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے مندرجہ ذیل واقعہ سے مضمون بالا کی تصدیق و تائید ہوتی ہے۔ حضرت ابن حذافہؓ کو رومی کافروں نے گرفتار کر کے اپنے بادشاہ قیصر کے سامنے پیش کیا۔ بادشاہ نے آپ سے کہا کہ تم عیسائی ہو جاؤ تو میں تمہیں اپنے راج پاٹ میں شریک کر لیتا ہوں اور اپنی لڑکی سے تمہارا نکاح کر دیتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے جواب دیا۔ یہ تو کیا اگر تو اپنی تمام بادشاہت مجھے دیدے اور تمام عرب کا راج مجھے سونپ دے اور یہ چاہے کہ ایک آنکھ جھپکنے کے برابر وقفہ میں بھی دین محمدیؐ سے پھر جاؤں تو یہ ناممکن ہے۔ پھر بادشاہ نے ان کو قیدخانہ میں پہنچا دیا۔ اور کھانا پینا بند کرا دیا۔ کئی دن کے بعد شراب اور سوٴر کا گوشت بھیجا۔ لیکن آپ نے بھوک پر بھی اس طرف توجہ نہ فرمائی۔

بادشاہ نے بلوا بھیجا اور ان سے نہ کھانے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ اگرچہ یہ کھانا کئی روز کے فاقوں کے بعد میرے لئے حلال ہو گیا ہے۔ لیکن میں تجھ جیسے دشمن کو اپنے بارے میں خوش ہونے کا موقعہ نہیں دینا چاہتا بادشاہ نے کہا۔ میں تجھے قتل کر ڈالوں گا آپ نے فرمایا تجھے اختیار ہے چنانچہ اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سولی پر چڑھا دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو چڑھا دیا گیا اور جلادوں نے تیروں کے ذریعے ان کے ہاتھ پاؤں اور جسم کو چھیدنا شروع کر دیا۔ بار بار کہا جاتا کہ اب بھی نصرانی و عیسائی مذہب قبول کر لو اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ چھوڑ دو۔ مگر آپ پورے صبر اور استقلال سے فرماتے جاتے تھے ہرگز نہیں۔

آخر بادشاہ نے کہا کہ اسے سولی سے اُتار دو۔ پھر حکم دیا کہ تیل کا کڑھاؤ کڑکڑا کر بلایا جائے۔ چنانچہ پیش کیا گیا بادشاہ نے ایک اور مسلمان قیدی کو بلایا اور اس کڑھاؤ میں ڈلوا دیا۔ وہ مسکین اُسی وقت چُرمُر ہو کر رہ گیا۔ گوشت پوست جل گیا۔ اور ہڈیاں چمکنے لگیں۔ پھر بادشاہ نے حضرت عبداللہؓ سے کہا دیکھو اب بھی ہماری بات مان لو اور ہمارا مذہب قبول کر لو۔ ورنہ اس کھولتے ہوئے تیل میں اسی طرح تم کو بھی ڈال دیا جائے گا۔ آپ نے اس پر بھی جوش ایمانی سے کام لے کر فرمایا کہ یہ ناممکن ہے کہ میں خدا کے دین حق کو چھوڑ دوں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں چرخی پر چڑھا کر کڑھاؤ میں ڈال دو۔ جب یہ دیگ میں ڈالے جانے کیلئے چرخی پر اٹھائے گئے تو بادشاہ نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں۔ اُسی وقت حکم دیا کہ رُک جاؤ انہیں اپنے پاس بلایا اس امید پر شائد اس عذاب کو دیکھ کر اس کے خیالات پلٹ گئے ہوں اور اب وہ میری بات مان لے گا اور میرا مذہب قبول کر کے میرا داماد بن جائے گا۔ لیکن بادشاہ کی یہ تمنا اور یہ خیال محض بے سود نکلا۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ میں صرف اس وجہ سے رویا تھا کہ آہ آج ایک ہی جان ہے۔ جسے راہ خدا میں اس طرح قربان ہونے کا موقعہ مل رہا ہے۔ کاش میرے روئیں روئیں میں ایک ایک جان ہوتی اور میں راہ خدا میں اسی طرح ان کو قربان کرتا۔ بادشاہ نے کہا اچھا اگر تو میرے سر کا بوسہ لے تو میں تجھے اور تیرے ساتھیوں تمام مسلمانوں کو چھوڑ دوں گا۔ آپ نے اس کے سر کا بوسہ لیا اور بادشاہ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ آپ کو اور آپ کے تمام ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ جب یہاں سے آزاد ہو کر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ عبداللہ بن حذافہؓ کا ماتھا چومے۔ اور میں ابتدا کرتا ہوں۔ یہ فرما کر حضرت عمرؓ نے آپ کے سر کا بوسہ لیا۔ (تفسیر ابن کثیر) یہ ہے اعلان حق کا صحیح نقشہ کہ ایک جابر و ظالم بادشاہ کے جلال و جبروت کے سامنے سر تسلیم خم نہ ہو سکا۔ جب ایمان اس درجہ بڑھ جاتا ہے۔ تو توفیق الٰہی شامل حال ہو جاتی ہے

حضرت خبیبؓ

حضرت خبیب زید انصاریؓ کا واقعہ ان سے زیادہ حیرتناک اور دردانگیز ہے جب ان سے مسیلمہ کذاب نے کہا کہ کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر اس نے پوچھا کہ میرے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہے تو آپؓ نے فرمایا نہیں۔ اس پر اس جھوٹے مدعی نبوت نے ان کے جسم مبارک کے ایک ایک عضو کے کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ پھر ہر عضو کے کٹ جانے کے بعد یہی سوال و جواب ہوا۔ یوں ہی ہوتا رہا۔ لیکن حضرت خبیبؓ آخر دم تک اپنے قول پر ثابت قدم رہے۔

(تفسیر ابن کثیر)

عید میلاد النبی نمبر ۱۹۵۵ء

چند نسخے باقی رہ گئے ہیں چھ آنے کے ٹکٹ برائے محصولڈاک بھجوا کر آج ہی طلب فرمائیں۔

منیجر

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پین کیلئے معیاری سیاہی

ڈلیبنٹ انک

(صوفی محمد رمضان ملتانی)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بیان

(۱) قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورہ آل عمران)

ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو کہ خیر کی طرف بلایا کرے۔ اور نیک کام کرنے کا حکم کیا کرے۔ اور بُرے کاموں سے روکا کرے۔ اور ایسے ہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

(۲) وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (سورہ آل عمران)۔ ترجمہ۔ نیز فرمایا۔ کہ تم لوگ اچھی جماعت ہو جو کہ لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔ تم نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُری باتوں سے منع کرتے ہو۔

(۳) وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاھِلِیْنَ (سورۃ الاعراف آیت ۱۹۹۔ ترجمہ۔ فرمایا سرسری بات کو قبول کر لیجئے۔ امر معروف کی تعلیم کیجئے۔ اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جایئے۔

(۴) وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ (سورۃ التوبہ آیت ۷۱)

ترجمہ۔ فرمایا۔ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں۔ نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور برائی کے کاموں سے منع کرتے ہیں۔

آیات قرآنی کا اس باب میں بے شمار ذخیرہ موجود ہے اور احادیث بھی

پہلی حدیث حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تم میں سے جو شخص خلاف شرع امر کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھوں سے تبدیل کر دے اور اگر اس بات کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ادنےٰ درجہ یہ ہے کہ زبان سے اس کو منع کرے اور اگر اس بات کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل میں اس بات کو بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے (مسلم)

دوسری حدیث حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں جس کو اللہ تعالےٰ نے کسی امت میں مجھ سے پہلے مبعوث فرمایا ہو۔ مگر یہ کہ اس کی قوم میں کچھ اس کے مخلص اور اصحاب تھے۔ جو کہ اس نبی کے طریقہ پر عمل کرتے اور اس کے حکم کی اقتداء اور پیروی کرتے۔ پھر ان کے بعد میں آنے والے کچھ حضرات ایسے پیدا ہوئے کہ وہ باتیں کہنے لگے کہ جن پر خود عمل پیرا نہ ہوتے تھے اور ان چیزوں کا ارتکاب کرنے لگے۔ جن کا حکم نہیں دیا جاتا۔ لہٰذا جو شخص ان سے جہاد کرے اپنے ہاتھ کے ذریعہ سے وہ بھی مومن ہے اور جو اپنے قلب سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے۔ اور جو اپنی زبان سے جہاد کرے ۔ وہ بھی مومن ہے اس کے علاوہ ایمان کا کوئی رائی کے دانہ کے برابر بھی درجہ (باقی نہیں) ہے (مسلم)

تیسری حدیث حضرت ابوالولید عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمع اور اطاعت پر تنگی اور فراخی دشواری اور آسانی میں اور ہم پر ترجیح دینے میں کہ تم پر لوگوں کو ترجیح دی جائے گی۔ اور تمہاری موجودگی میں دوسروں کو عہدوں پر فائز کیا جائے گا۔ بیعت کی اور اس شرط پر بیعت کی کہ نہ منازعت اور جھگڑا کریں۔ امارت پر امیر (حاکم) سے۔ مگر یہ کہ کھلم کھلا کفر دیکھ لو۔ کہ اس کے بارہ میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل اور حجت موجود ہو اور اس شرط پر بیعت کی کہ ہم حق بات کہیں جس جگہ بھی ہوں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں (بخاری و مسلم)

چوتھی حدیث۔ نعمان بن بشیرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا مثال اس شخص کی جو کہ اللہ تعالیٰ کی حدود (منہیات) میں سستی کرنے والا ہے اور اس شخص کی جو کہ اس کو بجا لا رہا ہے۔ مثل اس قوم کے ہے کہ جنہوں نے ایک کشتی پر (جگہ حاصل کرنے کے لیے) قرعہ اندازی کی۔ بعض ان میں سے اوپر کے حصہ میں چلے گئے اور بعض نچلے حصے میں تو نچلے حصہ والے آدمی جب پانی لینا چاہتے تو اوپر والوں پر ان کا گزر ہوتا تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم اپنے حصہ میں سوراخ کر لیں۔ (تاکہ پانی لے سکیں۔ اور اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں تو اب اگر اوپر والے ان کو انہی کے ارادہ پر چھوڑ دیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ان کو اس سے منع کریں تو یہ خود بھی نجات پا جائیں گے اور سب کشتی والوں کو بھی نجات مل جائے گی۔ (بخاری)

پانچویں حدیث۔ حضرت ابوسعید خدریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ بچو راستہ میں بیٹھنے سے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو راستوں پر بیٹھنے کے لئے مجبور ہیں۔ اس کے بغیر ہمارا چارہ کار نہیں ہے۔ وہاں بیٹھ کر تمام ضروری امور میں بحث کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پس جب کہ تم کو سوائے بیٹھنے کے اور کوئی چارہ کار نہیں تو راستہ کا حق ادا کیا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ راستہ کا حق کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا نگاہیں نیچی رکھنا اور تکلیف دہ چیز کا ہٹانا اور سلام کا جواب دینا اور بھلائیوں کا لوگوں کو حکم کرنا اور بُری باتوں سے لوگوں کو منع کرنا ہے (بخاری و مسلم)

چھٹی حدیث۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپؐ نے اس کو (اس کے ہاتھ سے) نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس بات کا قصد کرتا ہے کہ آگ کی چنگاری اٹھا کر اپنے ہاتھ میں رکھ لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں سے تشریف لے جانے کے بعد اُسی آدمی سے کہا گیا کہ اس انگوٹھی کو اٹھا لے اور اس سے (کسی اور صورت میں) نفع حاصل کر لے تو اُس شخص نے جواب دیا۔ نہیں خدا کی قسم جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا میں اس کو ہرگز نہیں اٹھاؤں گا (مسلم)

ساتویں حدیث۔ حضرت حذیفہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ (یہ کام ضرور ہوگا) کہ یا تو تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو گے یا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل فرمائے۔ پھر تم دعا مانگو گے

اور تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

آٹھویں حدیث۔ حضرت ابوسعید خدریؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ بہترین جہاد عدل (وحق) کا کلمہ کہنا ہے۔ ظالم بادشاہ کے سامنے (ابوداؤد اور ترمذی)

امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کے خوف سے حق بات کو چھپانا نہ چاہیئے۔

نویں حدیث۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پہلی خرابی اور خامی بنی اسرائیل میں یہاں سے شروع ہوئی کہ ایک (عالم) آدمی دوسرے آدمی سے ملتا اور اس سے کہتا کہ اے اللہ کے بندے اللہ تعالےٰ کا خوف کر اور اس چیز کو چھوڑ دے جس کو تو کر رہا ہے اس لئے کہ یہ افعال تیرے لئے حلال نہیں۔ پھر اگلے دن اس سے ملتا اور اس کو اسی حالت پر پاتا اور اس سے اس کو منع نہ کرتا۔ کیونکہ یہ اس کے کھانے پینے اور بیٹھنے میں شریک ہو گیا۔ جب یہ صورت عام ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے بعض کے دلوں کو بعض کے دلوں کے سبب (سیاہ کر دیا)۔ پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے۔ ان پر لعنت کی گئی حضرت داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان سے اور یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انہوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے نکل گئے جو بُرا کام انہوں نے کر رکھا تھا۔ اس سے ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے۔ واقعی ان کا فعل بیشک بُرا تھا۔ آپ ان میں بہت آدمی دیکھیں گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں جو کام انہوں نے آگے کے لئے کیا بُرا ہے آخر آیت فٰسقون تک پھر فرمایا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے (جیسا کہ تم نے خیال کیا خدا کی قسم تم ان کو اچھی باتوں کا حکم کرو اور بری باتوں سے روکو اور ظالم کے ہاتھ پکڑ لو اور ان کو حق پر آمادہ کرو اور ان کو حق پر قائم کر دو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کے دلوں کو بعض کے دلوں کے ساتھ وابستہ کر دے گا۔ اور پھر لعنت فرمائے گا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر لعنت کی (ابوداؤد ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا۔ یہ حدیث حسن ہے اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ۴۵

۴۵ ہیں۔ اور ترمذی کے الفاظ یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل جب گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو اول ان کو ان کے علماء نے منع کیا جب وہ منع کرنے سے باز نہ آئے۔ تو وہ علماء بھی ان کے ساتھ انکی مجلسوں میں بیٹھنے لگے۔ اور ان کے ہم نوالہ اور ہم پیالہ بن گئے۔ پس اللہ تعالےٰ نے ان میں سے بعض کے دلوں کو بعض کے سبب سیاہ کر دیا اور ان پر لعنت کی۔ حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بن مریم کی زبان سے اور یہ لعنت اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے نکل گئے (راوی کا بیان ہے) ۴۶

۴۶ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ یہ کہہ کر آپ اٹھ بیٹھے اور فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم نجات نہیں پا سکتے، یہاں تک کہ ان کو حق پر آمادہ کر دو۔ (ترمذی)

ف:۔ امر بالمعروف (نیکی کرنے کا حکم) ہر ایک پر واجب اور ضروری ہے۔ خواہ صالح ہو یا بدکار۔ البتہ واعظین اور مقررین پر یہ دوسرا وجوب اور ذمہ داری مستقل ہے۔ کہ جس کام کی بھی دوسروں کو نصیحت کریں اس پر خود بھی کاربند اور عمل پیرا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق عطا کرے۔ آمین تم آمین۔

از عبدالعزیز جعفری سجاول

ابتدائے اسلام کے اہم واقعات

۱۔ بیس اپریل ۵۷۱ سنہ عیسوی میں داعی الاسلام فخر الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

۲۔ تیس مئی ۵۹۵ سنہ ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا نکاح بی بی صاحبہ خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا

۳۔ بارہ فروری ۶۱۰ سنہ ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئی۔ اور آپ نے خود نبوت کا اعلان فرمایا۔

۴۔ یکم جولائی ۶۱۳ سنہ عیسوی میں کفار قریش اسلام کا سخت مخالف ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینی شروع کی۔

۵۔ دوسری مارچ ۶۱۵ سنہ ء میں مسلمانوں نے مکہ شریف سے حبش کو ہجرت کی۔

۶۔ ۲۷ اپریل ۶۱۷ سنہ عیسوی سے ۹ دسمبر ۶۲۰ سنہ عیسوی تک قریش کفار نے بنی عبدالمطلب کے ساتھ قطع تعلقات کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقرباء کے ساتھ شعب ابی طالب میں مقیم رہے۔

۷۔ ۱۹ مئی ۶۱۹ سنہ ء میں ام المومنین خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا انتقال ہوا۔

۸۔ ۱۵ جون ۶۱۹ سنہ ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا انتقال ہوا۔

۹۔ ۱۶ جولائی ۶۲۲ سنہ ء میں جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔

۱۰۔ دسمبر ۶۲۳ سنہ ء میں جنگ بدر واقع ہوئی۔ جس میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی اور قریش کفاروں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ لیکن پھر بھی مسلمانوں نے فتح پائی۔

۱۱۔ ۱۵ اکتوبر ۶۲۴ سنہ ء میں جنگ احد واقع ہوئی۔

۱۲۔ ۴ دسمبر ۶۲۴ سنہ ء میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کا نکاح بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ ہوا۔

۱۳۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ سنہ ھ مطابق ۶۳۲ سنہ ء میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وصال ہوا۔

قرآن مجید
عکسی قرآن، حمائلیں، باترجمہ اور بلا ترجمہ
چھوٹی تقطیع سے لیکر بڑی تقطیع تک
تفسیریں، اور اردو وغیرہ۔ اور ہر قسم کی اسلامی کتابیں
مکمل فہرست مفت منگوایئے
تاج کمپنی لمیٹڈ، پوسٹ بکس نمبر ۵۳۰ کراچی

بچوں کا صفحہ

سخاوت

کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

پیارے بچو! آج کی صحبت میں ہم آپ کو اپنے بزرگوں کے تین واقعے سُنانے ہیں۔ ان کو پڑھ کر آپ سوچیئے کہ ان حضرات کی سخاوت کس شان کی ہوتی تھی اور پھر اس سخاوت کا ثواب اللہ پاک کے ہاں کس درجے کا ہوتا تھا کوئی کھاتا پیتا انسان اگر سخاوت کرے تو یہ کوئی اعلےٰ درجہ کی بات نہیں۔ ثواب تو اس کو بھی ملے گا اور ضرور ملیگا کیونکہ اللہ پاک تو ہر نیکی کرنے والے کو ثواب دیتے ہی ہیں۔ امیر ہو یا غریب ہو۔ کوئی بھی ہو۔ اللہ پاک ہر ایک کی نیکی کی قدر فرمائیں گے۔ اور اس کو ثواب دینگے مگر ان حضرات کے ثواب کا اندازہ لگاؤ جو دن بھر تو مزدوری کریں جو دام مزدوری میں ملیں اُن سے شام کو کھانے پینے کا انتظام کریں اور جب کھانے بیٹھیں اور عین وقت پر کوئی فقیر آ جائے۔ تو سب کا سب کھانا اس کو دیدیں اور خود بھوکے رہیں۔ یہ بہت اونچا مقام ہے۔ آج کے واقعے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہیں

نمبر ۱۔ حضرت ابن عباسؓ نقل فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ ایک دفعہ بہت بیمار ہو گئے تو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ نے منت مانی کہ اگر ہمارے بچے راضی ہو جائیں تو ہم دونوں اللہ کی رضا و خوشنودی کیلئے شکرانہ کے طور پر تین تین روزے رکھیں گے۔ اللہ کے فضل سے صاحبزادوں کو صحت ہو گئی اور ان حضرات نے روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ مگر گھر میں نہ تو سحری کھانے کے لیئے کچھ تھا اور نہ شام کو افطار کرنے کے لیئے بس یونہی بغیر کھائے پیئے روزہ رکھنا شروع کر دیا۔ صبح کو حضرت علیؓ ایک یہودی کے پاس تشریف لے گئے جس کا نام شمعون تھا۔ کہ اگر کچھ اون دھاگہ بنانے کے لئے اُجرت پر دیدے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اس کام کو کر دے گی۔ اُس نے اون کا ایک گٹھر تین صاع جَو کی اجرت طے کر کے دے دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے اس میں سے ایک تہائی کاتا اور ایک صاع جَو اُجرت لے کہ ان کو پیسا اور پانچ نان اس کے تیار کئے۔ ایک ایک اپنا میاں بیوی کا۔ دو دونوں صاحبزادوں کے اور ایک باندی کا جس کا نام فضہ تھا۔ جب حضرت علیؓ حضورؐ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے اور کھانا کھانے کے لیئے دسترخوان بچھایا گیا۔ حضرت علیؓ نے ٹکڑا توڑا ہی تھا کہ ایک فقیر نے دروازے سے آواز دی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والو۔ میں ایک فقیر ہوں۔ مجھے کھانا دو۔ خدا تمہیں جنت کے کھانوں سے کھانا کھلائے۔ حضرت علیؓ نے ہاتھ روک لیا اور حضرت فاطمہؓ سے مشورہ کیا۔ انہوں نے فرمایا ضرور دے دیجیئے۔ وہ سب نان (روٹیاں) فقیر کو دے دیں۔ اور گھر والے سب کے سب فاقے سے رہے۔ اسی حال میں دوسرے دن کا روزہ شروع کر دیا۔ دوسرے دن پھر حضرت فاطمہؓ نے دوسری تہائی اون کی کاتی اور ایک صاع جَو کا اجرت لے کے اس کو پیسا۔ روٹیاں پکائیں اور جب حضرت علیؓ حضورؐ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر تشریف لائے اور سب کے سب کھانے کے لئے بیٹھے تو ایک یتیم نے دروازے سے سوال کیا۔ مجھے خدا کے لئے کھانے کو دو۔ میں یتیم ہوں۔ میرا کوئی نہیں۔ فاقے سے ہوں۔ ان حضرات نے اس دن کی روٹیاں اس کو دے دیں اور خود پانی پی کر تیسرے دن کا روزہ شروع کر دیا اور صبح کو حضرت فاطمہؓ نے اون کا باقی حصہ کاتا اور ایک صاع جَو کا جو رہ گیا تھا۔ وہ لے کر پیسا۔ روٹیاں پکائیں اور مغرب کی نماز کے بعد جب کھانے بیٹھے تو ایک قیدی نے آ کر آواز دے دی کہ میں قیدی ہوں۔ سخت حاجت اور پریشانی میں مبتلا ہوں۔ خدارا مجھے کچھ دیجئے۔ ان حضرات نے اس دن کی روٹیاں اس کو دے دیں اور خود فاقہ سے رہے۔ چوتھے دن روزہ تو تھا نہیں لیکن کھانے کو بھی کچھ نہیں تھا۔ حضرت علیؓ دونوں صاحبزادوں کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ضعف اور بھوک کی وجہ سے چلنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ حضورؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تمہاری تکلیف اور تنگی کو دیکھ کر مجھے بہت ہی تکلیف ہوتی ہے۔ چلو فاطمہؓ کے پاس چلیں۔ حضورؐ فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے۔ وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ بھوک کی شدت سے آنکھیں گڑھ گئی تھیں۔ پیٹ کمر سے لگ رہا تھا۔ حضورؐ نے ان کو اپنے سینے سے لگایا اور خدا تعالیٰ سے فریاد کی۔ اس پر حضرت جبرائیلؑ سورہ دہر کی آیات وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ لے کر آئے اور اس پر پروانۂ خوشنودی کی مبارکباد دی۔ (مسامرات اول)

نمبر ۲:- ابوالحسن بوشنجی ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ ایک دفعہ وہ پاخانہ میں تشریف لے گئے۔ وہیں سے اپنے شاگرد کو آواز دی۔ وہ حاضر ہو گیا۔ ان بزرگ نے اپنا کرتا نکال کر شاگرد سے کہا کہ یہ فلاں فقیر کو دے دو۔ شاگرد نے کہا آپ استنجے سے تو فارغ ہو لیتے۔ پھر ہی کہتے۔ فرمایا کہ مجھے اس فقیر کی ضرورت کا خیال آ کر یہ ارادہ ہوا کہ یہ کرتا اس کو دیدوں اور اپنے نفس کا اعتماد نہیں تھا کہ وہ استنجے سے فارغ ہونے تک بدل نہ جائے۔

عزیز بچو! غور کرو کہ پاخانہ میں بولنا اگرچہ مکروہ ہے مگر صدقہ و سخاوت کرنیکے جذبہ اور اپنے نفس پر بدگمانی نے اسپر مجبور کر دیا کہ وہ ایسی حالت میں بھی بول کر اللہ کو راضی کریں۔ (اتحاف)

نمبر ۳۔ عبدالوہاب بن عبدالحمید ثقفیؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک جنازہ دیکھا جس کو تین مرد اور ایک عورت لئے جا رہے تھے اور کوئی آدمی جنازہ کے ساتھ نہیں تھا۔ میں ساتھ ہو لیا اور عورت کی طرف کا حصہ میں نے لے لیا۔ قبرستان لے گئے۔ وہاں اس کے جنازے کی نماز پڑھی اور اس کو دفن کر کے میں نے پوچھا یہ کس کا جنازہ تھا عورت نے کہا یہ میرا بیٹا تھا۔ میں نے پوچھا تیرے محلہ میں اور کوئی مرد نہ تھا جو تیری جگہ جنازہ کا چوتھا پایہ پکڑ لیتا۔ اس نے کہا آدمی تو بہت تھے۔ لیکن اس کو ذلیل سمجھ کر کوئی ساتھ نہ آیا۔ میں نے پوچھا کیا بات تھی جس سے ذلیل سمجھتے تھے کہنے لگی یہ مخنث (ہیجڑا) تھا۔ مجھے اس عورت پر ترس آیا

ایڈیٹر
چوھان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ... ... تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

میں اس کو اپنے گھر لے گیا اور اس کو کچھ درہم اور کپڑے اور گیہوں دیئے میں نے رات کو خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص اس قدر حسین گویا چودھویں رات کا چاند نہایت عمدہ سفید لباس پہنے ہوئے آیا اور میرا شکریہ ادا کرنے لگا۔ میں نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ کہنے لگا کہ میں وہی مخنث ہوں جس کو تم نے آج دفن کیا۔ مجھ پر اللہ پاک نے اس وجہ سے رحمت فرما دی کہ لوگ مجھے ذلیل سمجھتے تھے (اتحاف)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

کا

ضروری اعلان

ملتان۔ تمام مدارس عربیہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بموجب سرکلر ۲ وفاق المدارس عربیہ سے الحاق کی آخری تاریخ یکم ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مقرر تھی۔ الحمد للہ کہ مدارس عربیہ نے اس طرف کافی توجہ فرمائی۔ لیکن محسوس ہو رہا ہے کہ بعض مدارس باوجود ارادہ الحاق کے چند معقول اعذار کی بنا پر مقررہ تاریخ پر درخواست نہ دے سکے لہذا الحاق کی آخری تاریخ اب یکم کی بجائے ۱۵ ربیع الاول مقرر کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ تمام بقایا مدارس عربیہ اس توسیع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۱۵ ربیع الاول ۱۳۷۹ء تک ضرور الحاق فارم پُر کر کے معہ فیس کیفیت دفتر میں بھیج دیں گے۔

نوٹ:- مجلس شوریٰ کے اجلاس کی تاریخ ۱۴، ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ ہی ہوگی۔ اراکین شوریٰ کے نام دعوت نامے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب جاری ہوں گے
فقط۔ مورخہ ۲۹ صفر ۱۳۷۹ھ

(مولانا) خیر محمد صاحب جالندھری
صدر تنظیمی کمیٹی مدارس عربیہ پاکستان
مدرسہ خیر المدارس ملتان شہر

ایک عالم دین کی ضرورت

درس نظامی کے تجربہ کار مدرس جو دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل ہوں اور مدرسہ قاسم العلوم دروازہ شیرانوالہ لاہور کے درس قرآن مجید کے بھی فارغ ہوں۔ خواہشمند علمائے کرام اپنی درخواست مولانا فضل احمد صاحب مہتمم مدرسہ مظہر العلوم محلہ کھڈہ کراچی کی خدمت میں بھیجدیں۔

قرآن مجید مترجم

شیعہ، اہلحدیث، سنی، دیوبندی، بریلوی علماء کا تصدیق شدہ ترجمہ

ھدیہ چھ روپے ۶ —

محصول ڈاک ایک روپیہ چار آنے

نوٹ رقم ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے وی پی ہرگز نہ ہوگا

ناظم انجمن خدام الدین
دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

خوشخبری

قرآن مجید مترجم بزبان سندھی

از حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰحضرت مولانا وسیدنا تاج محمود صاحب امروٹی نور اللہ مرقدہ

بارہم چھپ کر تیار ہو گیا ہے

ھدیہ ۱۲/- روپے۔ محصول ڈاک ۱۲/

ملنے کا پتہ
حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ دروازہ شیرانوالہ لاہور

خلاصۃ المشکوٰۃ

مترجم

جسمیں اعلےٰ درجہ کی صحیح حدیثیں ہیں اور قرآن مجید کی طرح اس پر اعراب ہیں۔ ترجمہ نہایت ہی آسان اُردو میں ہے۔ عورتیں سمجھدار بچے اور معمولی اردو دان بھی بآسانی پڑھ سکتے ہیں

ھدیہ ۸/ - محصول ڈاک ۱۲/

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

اولیاء کرام کی کرامات

ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۵۹ء میں شائع شدہ مجلس ذکر کے مضمون پر ایک اہل حدیث بزرگ نے ہفت روزہ "تنظیم اہل حدیث" لاہور میں چند اعتراضات کئے تھے۔ ہم تو اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتے۔ لیکن ان اعتراضات کا جواب دینا ضروری تھا تاکہ حق واضح ہو جائے۔ الحمد للہ۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے سہ روزہ "ترجمان اسلام" لاہور میں ان کا جواب دینا شروع کر دیا ہے۔ جواب کی تین اقساط شائع ہو چکی ہیں۔ شائقین حضرات ۳ آنے فی پرچہ کے حساب سے ٹکٹ ارسال کر کے ملاحظہ فرمائیں۔ سہ روزہ "ترجمان اسلام" لاہور کا مکمل پتہ ہے بیرون دہلی دروازہ بالمقابل مزار حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ

"مدیر"

ضرورت ہے

مدرسہ دارالعلوم مدینہ (منڈی) تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خاں کے لئے ایک ماہر حافظ کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات فوراً خط و کتابت کریں

مولانا گل محمد صاحب مہتمم دارالعلوم مدینہ (منڈی)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔